صلی اللہ علیہ وسلم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تاریخِ اسلام
دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟
(حصہ چہارم)

فتوحاتِ اسلامی

غزوہ بدر تک کی مہمات

اور

جنگ بدر

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 29

شائع کردہ کشمیر بک ڈپو بجلی منڈی تلہ گنگ روڈ چکوال

یا اللہ جل جلالہ

اصلی کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ

حق چار یار

تاریخ اسلام

دُنیا میں اسلام کیسے پھیلا؟

(حصہ چہارم)

فتوحاتِ اسلامی

غزوۂ بدر تک کی مہمات

اور

جنگ بدر

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی

چکوال

اشاعتی سلسلہ نمبر 29

شائع کردہ: کشمیر بک ڈپو سبزی منڈی، تلہ گنگ روڈ چکوال

www.khudamahlesunat.com

فہرست عنوانات

مہم ۱......سریہ (۱)	
حمزہ بن عبدالمطلب	3
مہم ۲......سریہ (۲)	
عبداللہ بن الحارث	4
مہم ۳......سریہ (۳)	
سعد بن ابی وقاص	5
مہم ۴......غزوۂ (۱) ابواء	6
مہم ۵......غزوۂ (۲) ودان	7
مہم ۶......غزوۂ (۳) بُواط	8
مہم ۷......غزوۂ (۴) سفوان	9
مہم ۸......غزوۂ (۵) عشیرہ	10
مہم ۹......سریہ (۴) عبداللہ بن جحش	11
مہم ۱۰......غزوۂ (۶) بدر	13
غزوۂ بدر کا تذکرہ قرآن میں	14
اہل بدر کے فضائل	14
تعداد بدریین	15
اسمائے گرامی بدریین	17
مہاجرین بدریین	17
انصار بدریین	19
شہداء بدر	24
جنگ بدر کے اسباب	25
جنگ کا آغاز	35
اسیرانِ بدر	39
مالِ غنیمت کی تقسیم	41
نصرتِ خداوندی کا ظہور	41
غزوۂ بدر اور حادثہ کربلا	43
اصحابِ بدر اور قرآن	44
غزوۂ بدر کی خصوصیات	50
بعض اہم مباحث کی تحقیق	60
فرشتوں نے قتال میں حصہ لیا	64
مودودی کا غلط نظریہ کہ فرشتوں نے قتال میں حصہ نہیں لیا	65
کربلا کے فرشتے......شیعہ نظریہ	66
قافلہ مقصود تھا یا لشکر کشی؟	71
علامہ شبلی مرحوم کی ایک غلط فہمی	72
ایک غلط فہمی کا تحقیقی جواب	83
تحقیقی تبصرہ	85
قول فیصل	92
اصحابِ بدر اور مودودی تنقید	104
مودودی تنقید پر تحقیقی تبصرہ	106
اصحابِ بدر کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ	110
قارئین فیصلہ خود فرمائیں	110

☆☆☆☆

ترتیب: حافظ عبدالوحید الحنفی (ساکن اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال) 0313-5128490

19 شعبان المعظم 1432ھ مطابق 22 جولائی 2011ء...... قیمت 70 روپے

ٹائٹل و کمپوزنگ: ظفر ملک...... النور مینجمنٹ، ڈب مارکیٹ، پنوال روڈ چکوال

ڈیزائننگ ✿ کمپوزنگ ✿ سکیننگ ✿ پرنٹنگ ✿ بک بائنڈنگ

zedemm@yahoo.com 0334-8706701 / 0543-421803

www.khudamahlesunat.com

غزوۂ بدر تک کی مہمات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَ الْجَمَاعَةِ بِفَضْلِهِ الْعَظِیْم۔
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم۔
وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ خُلَفَائِهِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

مہم (۱)......سریہ حمزہؓ بن عبدالمطلب

سریہ (۱)......سیف البحر کی مہم (رمضان ۱ھ)

ابن جریر بیان کرتے ہیں اور واقدی کا بھی یہی خیال ہے کہ ہجرت کے ساتویں ماہ، ماہِ رمضان یکم ہجری میں ابوجہل دو یا تین سو کے قریب ایک دستہ کے ساتھ بحیرہ قلزم کے ساحل کی دیکھ بھال کر رہا تھا یا مسلمانوں کے خلاف کسی چھاپہ کے لئے نکلا تھا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے سیدنا امیر حمزہؓ کو تیس (۳۰) سواروں کے ساتھ بھیجا کہ ابوجہل کے کام میں رُکاوٹ پیدا کی جائے۔ چنانچہ حضرت امیر حمزہؓ ایک جگہ گھات لگا کر قریش پر جھپٹنے والے ہی تھے کہ ماجدی بن عمر جہنی نے جو طرفین کو جانتا تھا، بیچ بچاؤ کر کے صلح کرا دی اور ابوجہل واپس چلا گیا۔

اسلامی لشکر جو ہیانہ کے علاقہ میں العین تک گیا۔ اسلامی افواج کا

خادم اہلسنت حافظ عبدالواحد

پہلا سفید علم حضرت امیر حمزہؓ ہی کو عطا ہوا اور آپ چونکہ شاعر بھی تھے، آپ نے اس کا ذکر اپنے اشعار میں بھی کیا، جو سیرت ابن ہشام میں منقول ہیں۔ (رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی ص ۳۱۰)

مہم (۲)......سریہ عبیدہ بن الحارث

سریہ (۲)......رابعہ کی مہم (شوال اھ)

ابن جریر کہتے ہیں اور واقدی بھی اس سے متفق ہیں: شوال اھ کو حضور ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت عبیدہؓ بن الحارث کو ستر (۷۰) سواروں کے ہمراہ مدینہ اور مکہ کے درمیان وادی رابعہ میں گشتی کاروائیوں کے لئے روانہ فرمایا اور انہیں سفید پرچم دیا۔ اس لشکر میں صرف مہاجرین تھے تاکہ ان کو زمین کی واقفیت ہو جائے۔ یہ لشکر ثنیت المرا تک گیا اور قریش کے دوسو (۲۰۰) جوانوں پر مشتمل ایک دستے کے ساتھ جھڑپ ہو گئی۔ جس کے کمانڈر عکرمہ بن ابی جہل یا ابوسفیان صخر بن حرب تھے۔ گو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ایک تیر حق کے راستے پر چلا دیا لیکن حضور ﷺ کی طرف سے ایسا کرنے کا حکم نہ تھا، اس لئے بعد میں ہاتھ روک لئے گئے۔[1]

---

[1]......تاریخ ابن کثیر البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۲۹۳، (۲) تاریخ طبری ج ۲ حصہ اوّل ص ۱۱۸، (۳) المغازی للواقدی، (۴) البدایہ والنہایہ، سیرت ابن ہشام ج ۲ وغیرہ کتب میں تفصیل درج ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

www.khudamahlesunat.com

حضرت مقدادؓ بن عمرا اور عتبہ بن غزوان کفار کے لشکر میں تھے۔ آنکھ بچا کر نکل آئے اور مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو گئے۔ حضور ﷺ نے عبیدہؓ بن حارث کو مہم پر جانے سے پہلے یا واپسی پر انعام کے طور پر جھنڈا عطا فرمایا تھا۔ اس کے بعد علم عطا کرنے کا دستور پکا ہو گیا۔

حضرت عبیدہؓ بن حارث جنگ بدر میں زخموں کی تاب نہ لا کر راستہ میں شہید ہو گئے تھے اور صفرا کے قریب دفن ہیں۔

ایک دفعہ حضور ﷺ اور صحابہؓ کا کسی مہم پر جاتے ہوئے وہاں سے گزر ہوا اور وہاں کہیں قیام فرما رہے تھے تو خوشبو کے ساتھ سارا حول مہک گیا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! یہ خوشبو کیسی ہے آپ ﷺ نے فرمایا حق کے معرکہ اوّل کا شہید اوّل آپ کو خوش آمدید کہتا ہے۔[۱]

(رسول اللہ کی جنگی حکمت عملی۔ص ۳۱۲)

مہم (۳)......سریہ سعد بن ابی وقاصؓ

سریہ (۳)......خرار کی مہم (ذیقعدہ ۱ھ)

ذیقعدہ ۱ھ کو حضور پاک ﷺ نے سفید پرچم دے کر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو آٹھ سواروں کے ساتھ گشتی کارروائیوں کیلئے خرار تک بھیجا قریش سے کوئی ٹکراؤ نہ ہوا۔ پھر آپ جحفہ تک گئے اور وہاں سے

---

[۱]......تاریخ ابنِ کثیر البدایہ والنہایہ جلد سوم ص ۲۹۴، طبری ج ۲ حصہ اول ص ۱۱۸

واپس مدینہ آئے۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے پرچم بردار حضرت مقدادؓ بن اسود تھے۔

☆ واقدی بیان کرتے ہیں کہ ان سے ابوبکر بن اسمٰعیل نے اپنے والد اور عامر بن سعید نیز آخر الذکر کے والد کے حوالے سے ذکر کیا جنہوں نے بتایا کہ جب وہ خرار کے ارادے سے مدینہ سے نکلے تو ان کا دستہ بیس (۲۰) یا اکیس (۲۱) افراد پر مشتمل تھا اور وہ راستے میں دن کے وقت آرام کرتے اور رات کے وقت سفر کرتے تھے۔ اور ان کا دستہ پانچویں روز صبح کے وقت خرار جا پہنچا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ لوگ خرار سے آگے نہ جائیں۔[1]

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہم (۴)

غزوہ (۱)......غزوۂ ابواء (صفر۲ھ)

آنحضرت ﷺ کا پہلا غزوہ وہ غزوہ ہے جس میں آپ ﷺ شرکت کیلئے بنفس نفیس مدینے سے ودّان تشریف لے گئے تھے۔ یہ غزوہ ابواء کے نام سے مشہور ہے۔ (تاریخ مسعودی حصہ دوم ص ۲۱۲)

☆ مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد یہ پہلی جنگی مہم تھی جس میں حضورؐ نے شرکت کی جو کہ ماہ صفر ۲ھ میں واقع ہوئی۔

---

[1]......تاریخ ابن کثیر جلد سوم ص ۲۹۴۔ طبری جلد دوم حصہ اوّل ص ۱۱۸۔

☆ جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مدینہ منورہ پر حضرت سعدؓ بن عبادہ کو امیر مقرر فرمایا اور مہاجرینؓ کی جماعت کے ہمراہ ابواء کی جانب روانہ ہوئے۔ ابواء علاقہ ہے، جس کا صدر مقام فرع ایک قصبہ ہے، جہاں آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کا مزار ہے۔ یہاں قبیلہ مزینہ آباد ہے یہ مدینہ منورہ سے ۱۲۰ کلومیٹر جنوب کی جانب واقع ہے۔ قریش کے قافلے کو روک کر چھوڑ دیا گیا۔ یہ اسلام کا پہلا غزوہ ہے۔[۱]

مہم (۵)

غزوہ (۲)......غزوۂ ودان (صفر ۲ھ)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

جناب رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ابواء سے ودان تشریف لے گئے۔ اور مخشی بن عمر الضمری جو بنی ضمرہ کا سردار تھا کے ساتھ ایک معاہدہ تحریر فرمایا جس کے مطابق قریش نہ تو آپس میں جنگ کریں گے نہ ایک دوسرے کے خلاف فوجیں جمع کریں گے۔ اور نہ ہی ایک دوسرے کے خلاف دشمن کی مدد کریں گے۔ پندرہ روز کے سفر کے بعد آپ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ اس صلح نامے کے الفاظ کچھ یوں تھے:

ھذا کتاب من محمد رسول اللہ لبنی ضمرہ فانھم

---

[۱]......طبقات کبریٰ، تاریخ خلیفہ، البداء والتاریخ، تاریخ طبری، طبری جلد دوم حصہ اوّل ص ۱۱۹، سیرت ابن ہشام ج ۲ [۲]......انوار قیادت ص ۱۳۶۔

امنـون علی اموالهم وانفسهم وان لهم النصر علی من رائهم الاان یحار بوا فی دین الله ما بل بحز صوفه وان النبی اذا دعاهم لنصره اجابو (زرقانی)

ترجمہ: یہ مکتوب محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بنی ضمرہ کیلئے ہے کہ ان کی جان و مال امن میں ہوں گے۔ جب کوئی ان پر حملہ کرے گا۔ تو ان کی مدد کی جائے گی۔ سوائے اس کے کہ وہ اللہ کے دین کے خلاف لڑیں اور جب نبی ان کو بلائیں تو وہ مدد کیلئے آئیں گے۔[1]

مہم (٦)

غزوہ (٣)......بواط کی جنگی مہم (ربیع الاوّل ٢ھ)

اس کے بعد غزوہ بُواط ہے، جو اطراف رضوی میں پیش آیا۔ ربیع الاول ٢ھ میں آپ دوسو (٢٠٠) اصحابؓ کے طاقت ور گشتی دستوں کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور روادت کے گردونواح میں بُواط تک پہنچ گئے۔ دو ماہ کے بعد جمادی الاولیٰ ٢ھ کے شروع میں مدینہ شریف میں واپس آئے۔ یہ دو ماہ آپ ﷺ قریش کے قافلوں کی تاک میں رہے اور دور دور تک علاقوں میں اسلام کا رُعب بٹھایا۔ اس دوران حضرت سائب بن عثمانؓ بن مظعون نے آپ کے نائب کی حیثیت سے مدینہ شریف میں

[1]......کتاب عسکری انوارِ قیادت مؤلفہ کیپٹن بدر المنیر ص ١٣٦۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

www.khudamahlesunat.com

کام کیا۔۱

(۲) حضرت رسولِ خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دوسو (۲۰۰) اصحابؓ کے ہمراہ بواط کی طرف روانہ ہوئے۔ سفید پرچم بردار حضرت سعد بن وقاصؓ تھے۔ مدینہ منورہ پر حضرت سعدؓ بن معاذ کو امیر مقرر فرمایا۔ یہ مقام ۴ برد (اڑتالیس میل) مدینہ منورہ سے شامی راستے پر ذی خشب کے قریب پہاڑی سلسلے جہینہ کے قریب واقع ہے۔ قریش کا قافلہ گزرا لیکن مقابلے کی نوبت نہ آئی۔۲

مہم (۷)......غزوہ سفوان بدر اولیٰ

غزوہ (۴)......کرز بن جابر کا تعاقب (ربیع الاول ۲ھ)

چوتھا غزوہ بدر کا پہلا غزوہ ہے جو کہ کرز بن جابر فہری کی چھیڑ چھاڑ کی وجہ سے پیش آیا تھا۔

مکہ سے کرز بن جابر نے مدینہ شریف پر شبخون بھی مارا اور اس کے تعاقب میں پہلے حضورؐ پاک خود نکلے اور پھر دور دور تک حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اس کا تعاقب کیا۔ (رسول اللہ کی جنگی حکمتِ عملی ص ۴۰)

(۲) مدینہ منورہ منورہ پر زیدؓ بن حارثہ کو امیر مقرر فرمایا۔ آپ کے

۱......(رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی جنگی حکمت عملی مؤلفہ میجر امیر افضل)، طبقات الکبریٰ، تاریخ خلف البداء و التاریخ، تاریخ طبری، سیرت ابن ہشام ص ۱۱۰، انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۱۳۶   ۲......انوارِ قیادت ص ۱۳۶

خادم اہلسنت حافظ عبد الحمید

سفید رنگ کے علم کے علمبردار حضرت علیؓ تھے۔ آپ ایک جماعت کے ہمراہ اس کے تعاقب کو نکلے اور مقام بدر کے نزدیک وادی سفوان تک پہنچے۔ کرز مویشی چھوڑ کر بھاگ گیا۔[1]

مہم (۸)

غزوہ (۵)......غزوہ عشیرہ (جمادی الاولیٰ ۲ھ)

غزوہ عشیرہ ینبع کے میدان میں ہوا۔ ذی العشیرہ مدینہ منورہ سے ۱۵۸ میل کے فاصلہ پر سمندر کی جانب الینبوع کے قریب ہے۔

مدینہ شریف میں صرف چند دن قیام کے بعد حضور ﷺ قریش کی تاک میں دوسو (۲۰۰) اصحابؓ کے ہمراہ پھر باہر نکلے۔ آپ ﷺ نے بنو دینار والا راستہ اختیار کیا اور فیافہ الخیار سے گزرتے ہوئے ابن ازہر کی وادی میں پہنچ گئے، جس کو ذات الساق بھی کہتے ہیں۔

وہاں پہنچ کر ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور اس میں عبادت کی۔ وہاں سے ایک چشمہ پر تشریف لے گئے جس کو المشترب کہتے ہیں۔ وہاں مقام الخلائق کو اپنے بائیں چھوڑتے ہوئے ایک وادی جس کو عبداللہ کہتے ہیں وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں سے بائیں مڑے اور پھر یلیل کے نام کے بہاؤ کے ساتھ ادھر پہنچے جہاں وہ الذبوسہ سے ملتا ہے۔

---

[1]......انوار قیادت ص ۱۳۸، سیرت ابن ہشام ج ۲۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

یہاں پانی سے سیراب ہوتے ہوئے اور پھر یلیل کے میدان میں داخل ہوگئے۔ حتیٰ کہ وہاں پہنچ گئے جہاں سے صیحرات الیمام کی پگڈنڈی ینبوع کی وادی میں جو العشیرہ تک پہنچتی ہے وہاں بنو مدلج اور بنو ضمرہ کے ساتھ عہد نامہ کر کے واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ اسی مہم کے دوران حضرت علیؓ کو ابو تراب کا خطاب دیا۔ آپ ﷺ نے اس مہم کے دوران حضرت ابو سلمہؓ بن عبد الاسد کو مدینہ کا قائم مقام حاکم بنایا۔[1]

مہم (۹)......سریہ عبداللہؓ بن جحش

سریہ (۴)......نخلہ کی جھڑپ (۳۰ جمادی الثانی ۲ھ)

رجب ۲ھ میں حضور ﷺ نے آٹھ (۸) مہاجرین مجاہدین کے ایک دستہ کے ساتھ اپنے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو مکہ کی طرف روانہ کیا۔ اور ایک خط دیا کہ دورانِ سفر دو دِن کے بعد کھولنا۔ جب خط کھولا تو لکھا تھا کہ مکہ اور طائف کے درمیان نخلستان میں جاؤ۔ وہاں چھپ کر رہو اور قریش کے قافلوں کی خبر حاصل کرو۔

یہ ایک مشکل کام تھا۔ سفر لمبا تھا۔ ویسے چوٹی کے دستہ میں شامل تھے۔ قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ جھڑپ ہوئی جس میں دشمن کا سردار

---

[1]......(صحیح بخاری۔ طبقات الکبریٰ۔ تاریخ طبری، رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی ص ۳۰۳، سیرت ہشام)، انوارِ قیادت مؤلفہ بدر المنیر ص ۱۳۸۔ [2]...... صحیح بخاری، طبقات الکبریٰ، تاریخ طبری میں بھی اس غزوہ کے بارے میں مذکور ہے۔

www.khudamahlesunat.com

عمرو الحضرمی مارا گیا۔ اور دو آدمی مسلمانوں کی قید میں آئے۔ اور قافلے کا سامان بھی مالِ غنیمت میں ہاتھ آیا۔

جمادی الثانیہ کی آخری تاریخ تھی، بعض کا خیال تھا کہ رجب کا چاند نکل آیا ہے۔ رجب میں لڑائی کا دستور نہ تھا۔ اسلئے مؤرخین نے راویوں کے حوالے سے کافی چہ میگوئیاں کی ہیں۔ لیکن یہ بات واضح ہے۔ اس مہم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ایک اور صحابی رضی اللہ عنہ کہیں الگ ہو گئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کو قیدی تب واپس کیے جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی واپس مدینہ پہنچے اور قرآن پاک میں صاف آیات اتریں، جو کچھ کیا ٹھیک کیا۔ اہل کفر اس سے بڑھ کر مسلمانوں کو تکلیف دے رہے ہیں۔ کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دیا۔ جنگ بدر میں ابوجہل نے اس الحضرمی کے بہانہ سے لوگوں کو بھڑکا کر جنگ کو ناگزیر کر دیا تھا۔[1] (رسول اللہ کی جنگی حکمت عملی ص ۳۱۳)

مہم (۱۰) پہلا عظیم معرکۂ اسلام

غزوہ (۶)......غزوہ بدر (۱۷ رمضان ۲ھ ۱۳ مارچ ۶۲۲ء)

اس کے بعد بدر کا وہ عظیم غزوہ آتا ہے، جس میں قریش کے بڑے بڑے سردار، زعماء اور معزز لوگ قتل ہو گئے۔ جن میں ابوجہل اور دوسرے

---

[1]...... سیرت ابن ہشام جلد دوم ص ۱۱۲۔ تاریخ طبری جلد دوم حصہ اول ص ۱۲۲۔ تاریخ کامل ابن ایثر۔ البدء والتاریخ۔ وغیرہ میں تفصیل موجود ہے۔

۷۰ کفار قتل ہوئے اور ۷۰ گرفتار ہوئے۔ باقی بھاگ گئے۔

حضور ﷺ تقریباً ۳۱۳ مجاہدوں کے ساتھ ۱۲ رمضان المبارک کو مدینہ سے صفرا کی طرف چل پڑے۔ آپ ہجرت کے بعد صفر ۲ھ میں اس سے قبل مدینہ منورہ سے دو سو مجاہدین صحابہؓ کے ساتھ اس طرح باہر نکلے تھے اور چند دِن تربیتی مشقیں کر کے واپس آ گئے تھے۔

البتہ اس دفعہ مجاہدین نے جب مدینہ شریف سے کوچ کیا تو حضور ﷺ نے یہ تو نہ بتایا کہ کہاں جا رہے ہیں اور کیوں جا رہے ہیں؟ ہاں یہ ضرور فرمایا کہ مسلمانو! اللہ سے جو تم نے وعدہ کیا تھا، اس کے امتحان کا وقت آ گیا ہے۔ ابن ہشام کے مطابق آٹھ رمضان کو مدینہ سے نکلے۔ اور مدینہ منورہ میں اُم مکتوم کو اپنا نائب چھوڑا لیکن بعد میں الروحہ سے ابولبابہؓ کو بھیج دیا کہ مدینہ کی کمانڈ سنبھال لو۔ شاید مشکل وقت بھی آ سکتا تھا۔

مدینہ سے چلتے وقت لشکر کے علم بردار مصعب بن عمیرؓ تھے۔ جنہوں نے سفید جھنڈا اُٹھایا ہوا تھا۔ لیکن دو اور علم بردار بھی تھے: حضرت علیؓ المرتضٰی اور حضرت سعدؓ بن معاذ۔

غزوۂ بدر کا تذکرہ قرآن میں

وَ لَقَدْ نَصَرَ كُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (آل عمران ۱۲۳)

ترجمہ: اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم کمزور

www.khudamahlesunat.com

تھے۔ پس اللہ سے ڈرتے رہا کرو تا کہ تم شکر گزار رہو۔

محل وقوع

مقام بدر مکہ مکرمہ سے ۴۰۰ کلومیٹر اور مدینہ منورہ سے ۱۵۰ کلومیٹر ایک وادی ہے۔ جو تقریباً ۸ کلومیٹر عریض اور ۱۲ کلومیٹر طویل ہے۔ یہاں دو راستے جدا ہوتے ہیں: ایک مدینہ منورہ کو اور دوسرا شام کو جاتا ہے۔ بحر قلزم سے بدر تقریباً ۸ کلومیٹر کے فاصلے پر مشرق کو ہے۔ آج کل یہاں ایک گاؤں بدر آباد ہے۔

اہل بدر کے فضائل

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے قصہ میں حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اطلعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ (صحیح)

(۱۔ بخاری شریف عن علی، ۲۔ مستدرک حاکم عن ابی ہریرۃ، صحیح جامع الصغیر البانی حدیث ۱۷۱۹)

"تحقیق اللہ نے اہل بدر کی طرف نظر فرمائی اور یہ کہہ دیا جو چاہے کرو، جنت تمہارے لئے واجب ہو چکی ہے"۔

بارگاہ خداوندی سے "اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ" کا خطاب ان ہی حضرات کو ہے جن کے قلوب حق جل وعلیٰ کی محبت وعظمت، خوف وخشیت، رغبت اور ہیبت سے لبریز ہوں۔ اور ایسے ہی جنت کی بشارت ان لوگوں

www.khudamahlesunat.com

کو دی جاتی ہے، جن کو ہر وقت اپنے نفس سے نفاق کا اندیشہ رہتا ہو۔

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بدر میں حاضر ہوا وہ ہرگز جہنم میں نہ جائے گا''۔

رفاعۃ رافعؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ سوال کیا کہ آپ اہل بدر کو کیا سمجھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سب سے افضل اور بہتر۔ جبرئیلؑ نے کہا: اسی طرح وہ فرشتے جو بدر میں حاضر ہوئے، سب فرشتوں سے افضل اور بہتر ہیں۔ (صحیح بخاری، باب شہود الملائکۃ بدرا)

تعداد بدریین

حضرات بدریین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تعداد میں روایتیں مختلف ہیں۔ مشہور تو یہ کہ تین سو تیرہ تھے۔

براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ بدر کے دن میں اور ابن عمرؓ چھوٹے سمجھے گئے۔ اس روز مہاجرینؓ ساٹھ (٦٠) سے کچھ اوپر تھے اور انصارؓ دو سو چالیس (٢٤٠) سے کچھ زائد تھے۔ (بخاری شریف)

آٹھ آدمی ایسے تھے کہ جو اس غزوہ میں کسی وجہ سے شریک نہ ہو سکے لیکن اہل بدر میں شمار کئے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں ان کو حصہ عطا فرمایا۔

(۱) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ...... ان کو رسول اللہ ﷺ حضرت

رقیہؓ کی علالت کی وجہ سے مدینہ چھوڑ گئے تھے۔

(۲)، (۳) طلحہؓ اور سعید بن زیدؓ ...... ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ نے قریش کے قافلہ کے تجسس کے لئے بھیجا تھا۔

(۴) ابولبابہ انصاریؓ ...... ان کو روحاء سے مدینہ پر اپنا قائم مقام بنا کر واپس فرمایا۔

(۵) عاصم بن عدیؓ ...... ان کو عوالی مدینہ پر مقرر فرمایا۔

(۶) حارث بن حاطب انصاریؓ ...... ان کو حضور ﷺ نے روحاء سے بنو عمرو بن عوف کے پاس کوئی پیغام دے کر بھیجا تھا۔

(۷) حارث بن صمّہؓ ...... ان کو رسول اللہ ﷺ نے چوٹ آ جانے کی وجہ سے روحاء سے واپس فرما دیا تھا۔

(۸) خوّات بن جبیرؓ ...... پنڈلی میں چوٹ آ جانے کی وجہ سے مقام صفراء سے واپس کر دیئے گئے تھے۔ (بحوالہ تاریخ کامل ابن اثیر ج ۲)

جریدۂ اسماء حضرات بدریین رضی اللہ عنہم وعنا معھم اجمعین

ائمہ حدیث اور علماء سیر نے اپنی اپنی تصانیف میں اسماء بدریین کے ذکر کا خاص اہتمام فرمایا ہے مگر حروف تہجی کے لحاظ سے سب سے پہلے امام بخاریؒ نے اسماء بدریین کو مرتب فرمایا اور اہل بدریین سے صرف چوالیس (۴۴) نام اپنی جامع صحیح میں ذکر فرمائے۔ جو ان شرائط صحت و استناد کے مطابق تھے۔

علامہ دوانیؒ فرماتے ہیں کہ مشائخ حدیث سے سنا ہے کہ صحیح بخاری میں اسماء بدریین کے ذکر کے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور بارہا اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔

اسمائے حضرات بدریین مہاجرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سیـد الـمهـاجـريـن و امـام الـبـدريـيـن و اشرف الخلائق اجمعين خاتم الانبياء و المرسلين سيدنا و مولانا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه و اله و اصحابه اجمعين ط

(۱) ابوبکر الصدیق
(۲) ابوحفص عمر ابن الخطاب
(۳) ابوعبداللہ عثمان بن عفان
(۴) ابوالحسن علی ابن ابی طالب
(۵) حمزہ بن عبدالمطلب
(۶) زید بن حارثہ
(۷) انسہ حبشی مولیٰ رسول اللہ ﷺ
(۸) ابو کبشہ فارسی مولیٰ رسول اللہ ﷺ
(۹) ابومرثد کنّانہ بن حصین
(۱۰) مرثد بن ابی مرثد
(۱۱) عبیدہ بن الحارث
(۱۲) طفیل بن حارث
(۱۳) حصین بن حارث
(۱۴) مسطح عوف بن اثاثہ بن عباد
(۱۵) ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ
(۱۶) سالم مولیٰ ابی حذیفہ
(۱۷) صبیح مولیٰ ابی العاص امیہ
(۱۸) عبداللہ بن جحش
(۱۹) عکاشہ بن محصن
(۲۰) شجاع بن وہب
(۲۱) عقبۃ بن وہب
(۲۲) یزید بن رقیش

(۲۳) ابوسنان بن محصن بن حرثان

(۲۴) سنان بن ابی سنان

(۲۵) محرز بن نضلہ

(۲۶) ربیعہ بن اکثم

(۲۷) ثقیف بن عمرو

(۲۸) مالک بن عمرو

(۲۹) مدلج بن عمرو

(۳۰) سوید بن مخشی

(۳۱) عتبہ بن غزوان

(۳۲) خباب مولیٰ عتبہ بن غزوان

(۳۳) زبیر بن عوام

(۳۴) حاطب بن ابی بلتعہ یمانی

(۳۵) سعد کلبی مولیٰ حاطب بن ابی بلتعہ یمانی

(۳۶) مصعب بن عمیر

(۳۷) سویبط بن سعد

(۳۸) عبدالرحمٰن بن عوف

(۳۹) سعد بن ابی وقاص

(۴۰) عمیر بن ابی وقاص

(۴۱) مقداد بن عمرو

(۴۲) عبداللہ بن مسعود

(۴۳) خباب بن الارت تمیمی

(۴۴) بلال بن رباح مولیٰ ابوبکر صدیق

(۴۵) عامر بن فہیرہ

(۴۶) صہیب بن سنان رومی

(۴۷) طلحہ بن عبیداللہ

(۴۸) ابوسلمۃ بن عبدالاسد

(۴۹) شماس بن عثمان

(۵۰) ارقم بن ابی الارقم

(۵۱) عمار بن یاسر

(۵۲) معتب بن عوف

(۵۳) زید بن الخطاب

(۵۴) مہجع بن سراقہ

(۵۵) عمرو بن سراقہ

(۵۶) عبداللہ بن سراقہ

(۵۷) واقد بن عبداللہ

(۵۸) خولی بن ابی خولی

(۵۹) مالک بن ابی خولی

(۶۰) عامر بن ربیعہ

(۶۱) عامر بن بکیر

(۶۲) عاقل بن بکیر

(۶۳) خالد بن بکیر

(۶۴) ایاس بن بکیر

(۶۵) سعید بن زید بن

عمرو بن نفیل
(۶۶) عثمان بن مظعون جمحی
(۶۷) سائب بن عثمان
(۶۸) قدامۃ بن مظعون
(۶۹) عبداللہ بن مظعون
(۷۰) معمر بن حارث
(۷۱) خنیس بن خدافہ
(۷۲) ابوسبرۃ بن ابی رہم
(۷۳) عبداللہ بن مخرمہ
(۷۴) عبداللہ بن سہیل بن عمرو
(۷۵) عمیر بن عوف مولیٰ سہیل بن عمرو
(۷۶) سعد بن خولہ
(۷۷) ابوعبیدہ عامر بن الجراح
(۷۸) عمرو بن حارث
(۷۹) سہیل بن وہب
(۸۰) صفوان بن وہب
(۸۱) عمرو بن ابی سرح
(۸۲) وہب بن سعد
(۸۳) حاطب بن عمرو
(۸۴) عیاض بن ابی زہیر
رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

اسمائے حضرات بدریین انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۱) سعد بن معاذ
(۲) عمرو بن معاذ
(۳) حارث بن اوس بن معاذ
(۴) حارث بن انس
(۵) سعد بن زید
(۶) سلمہ بن سلامہ بن وقش
(۷) عباد بن بشر بن وقش
(۸) سلمہ بن ثابت بن وقش
(۹) رافع بن یزید
(۱۰) حارث بن خزمہ
(۱۱) محمد بن مسلمہ
(۱۲) سلمہ بن اسلم
(۱۳) ابوالہیثم بن التیہان
(۱۴) عبید بن التیہان
(۱۵) عبداللہ بن سہل
(۱۶) قتادہ بن النعمان

(۱۷) عبید بن اوس
(۱۸) نصر بن الحارث
(۱۹) معتب بن عبید
(۲۰) عبداللہ بن طارق
(۲۱) مسعود بن سعد
(۲۲) ابوعبس بن جبر
(۲۳) ابو بردہ
(۲۴) عاصم بن ثابت
(۲۵) معتب بن قشیر
(۲۶) عمرو بن معبد
(۲۷) سہل بن حُنَیف
(۲۸) مبشر بن عبدالمنذر
(۲۹) رفاعہ بن عبدالمنذر
(۳۰) سعد بن عبید بن النعمان
(۳۱) عویم بن ساعدہ
(۳۲) رافع بن عنجدہ
(۳۳) ثعلبہ بن حاطب
(۳۴) ابولبابہ بن عبدالمنذر
(۳۵) حارث بن حاطب
(۳۶) حاطب بن عمرو
(۳۷) عاصم بن عدی
(۳۸) انیس بن قتادہ
(۳۹) معن بن عدی
(۴۰) ثابت بن اقرم
(۴۱) عبداللہ بن سلمہ
(۴۲) زید بن اسلم
(۴۳) ربعی بن رافع
(۴۴) عبداللہ بن جبیر
(۴۵) عاصم بن قیس
(۴۶) ابوضیاح بن ثابت
(۴۷) ابوحنۃ بن ثابت
(۴۸) سالم بن عمیر
(۴۹) حارث بن النعمان
(۵۰) خوات بن جبیر بن النعمان
(۵۱) منذر بن محمد
(۵۲) ابوعقیل بن عبداللہ
(۵۳) سعد بن خیثمہ
(۵۴) منذر بن قدامہ
(۵۵) مالک بن قدامہ
(۵۶) حارث بن عرفجہ
(۵۷) تمیم مولیٰ سعد بن خیثمہ
(۵۸) جبر بن عتیک
(۵۹) مالک بن نمیلہ
(۶۰) نعمان بن عصر
(۶۱) خارجہ بن زید
(۶۲) سعد بن ربیع
(۶۳) عبداللہ بن

رواحہ
(۶۴) خلاد بن سوید
(۶۵) بشیر بن سعد
(۶۶) سماک بن سعد
(۶۷) سبیع بن قیس
(۶۸) عباد بن قیس
(۶۹) عبداللہ بن عبس
(۷۰) یزید بن حارث
(۷۱) خبیب بن اساف
(۷۲) عبداللہ بن زید
بن ثعلبہ
(۷۳) حریث بن زید
بن ثعلبہ
(۷۴) سفیان بن بشر
(۷۵) تمیم بن یعار
(۷۶) عبداللہ بن عمیر
(۷۷) زید بن المزین
(۷۸) عبداللہ بن
عرفطہ
(۷۹) عبداللہ بن ربیع
(۸۰) عبداللہ بن عبداللہ
بن ابی بن سلول۱
(۸۱) اوس بن خولی
(۸۲) زید بن ودیعہ
(۸۳) عقبہ بن وہب
(۸۴) رفاعہ بن عمرو
(۸۵) عامر بن سلمہ
(۸۶) معبد بن عباد
(۸۷) عامر بن البکیر
(۸۸) نوفل بن عبداللہ
(۸۹) عبادہ بن
الصامت
(۹۰) اوس بن الصامت
(۹۱) نعمان بن مالک
(۹۲) ثابت بن ہزال
(۹۳) مالک بن دخشم
(۹۴) ربیع بن ایاس
(۹۵) ورقہ بن ایاس
(۹۶) عمرو بن ایاس
(۹۷) مجذر بن زیاد
(۹۸) عباد بن خشخاش
(۹۹) نحاب بن ثعلبہ
(۱۰۰) عبداللہ بن ثعلبہ
(۱۰۱) عتبہ بن ربیعہ
(۱۰۲) ابودجانہ سماک
بن اوس بن خرشہ
(۱۰۳) منذر بن عمرو
(۱۰۴) ابو اسید مالک
بن ربیعہ
(۱۰۵) مالک بن مسعود
(۱۰۶) عبد ربہ بن حق
(۱۰۷) کعب بن جمّاز
(۱۰۸) ضمرہ بن عمرو
(۱۰۹) زیاد بن عمرو

۱......راس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے

عبدالوحید الحنفی
خادم اہلسنت

www.khudamahlesunat.com

(۱۱۰) بسبس بن عمرو
(۱۱۱) عبداللہ بن عامر
(۱۱۲) خراش بن صمہ
(۱۱۳) حباب بن منذر
(۱۱۴) عمیر بن الحمام
(۱۱۵) تمیم مولیٰ خراش
(۱۱۶) عبداللہ بن عمرو بن حرام
(۱۱۷) معاذ بن عمرّو بن الجموع
(۱۱۸) معوذ بن عمرو بن الجموع
(۱۱۹) خلاد بن عمرو بن الجموع
(۱۲۰) عقبہ بن عامر
(۱۲۱) حبیب بن اسود
(۱۲۲) ثابت بن ثعلبہ
(۱۲۳) عمیر بن الحارث
(۱۲۴) بشر بن البراء
(۱۲۵) طفیل بن مالک
(۱۲۶) طفیل بن نعمان
(۱۲۷) سنان بن صیفی
(۱۲۸) عبداللہ بن جد بن قیس
(۱۲۹) عتبہ بن عبداللہ
(۱۳۰) جبار بن صخر
(۱۳۱) خارجہ بن حمیرّ ا
(۱۳۲) عبداللہ بن حمیر
(۱۳۳) یزید المنذر
(۱۳۴) معقل بن المنذر
(۱۳۵) عبداللہ بن النعمان
(۱۳۶) ضحاک بن زید
(۱۳۷) سواد بن زریق
(۱۳۸) معبد بن قیس
(۱۳۹) عبداللہ بن قیس
(۱۴۰) عبداللہ بن مناف
(۱۴۰) جابر بن عبداللہ رياب
(۱۴۲) خلید بن قیس
(۱۴۳) نعمان بن سنان
(۱۴۴) ابوالمنذ ر یزید بن عامر
(۱۴۵) سُلیم بن عمرو
(۱۴۶) قطبہ بن عامر
(۱۴۷) عنزہ مولیٰ سُلیم بن عمرو
(۱۴۸) عیس بن عامر
(۱۴۹) ثعلبہ بن غنمہ
(۱۵۰) ابوالیسر کعب بن عمرو
(۱۵۱) سہل بن قیس
(۱۵۲) عمرو بن طلق
(۱۵۳) معاذ بن جبل
(۱۵۴) قیس بن محصن

حافظ عبدالوحید الحنفی خادم اہلسنت

(۱۵۵) جبیر بن ایاس
(۱۵۶) سعد بن عثمان
(۱۵۷) عقبہ بن عثمان
(۱۵۸) ذکوان بن عبد قیس
(۱۵۹) مسعود بن خلدہ
(۱۶۰) عباد بن قیس
(۱۶۱) اسعد بن یزید
(۱۶۲) فاکہ بن بشر
(۱۶۳) معاذ بن ماعص
(۱۶۴) عائذ بن ماعص
(۱۶۵) مسعود بن سعد
(۱۶۶) رفاعہ بن رافع
(۱۶۷) خلاد بن رافع
(۱۶۸) عبید بن زید
(۱۶۹) زیاد بن لبید
(۱۷۰) فروۃ بن عمرو
(۱۷۱) خالد بن قیس
(۱۷۲) جبلہ بن ثعلبہ

(۱۷۳) عطیہ بن نویرہ
(۱۷۴) خلیقہ بن عدی
(۱۷۵) عمارہ بن حزم
(۱۷۶) سراقہ بن کعب
(۱۷۷) حارثہ بن النعمان
(۱۷۸) سلیم بن قیس
(۱۷۹) سہیل بن قیس
(۱۸۰) عدی بن زغبار
(۱۸۱) مسعود بن اوس
(۱۸۲) ابوخزیمہ بن اوس
(۱۸۳) رافع بن حارث
(۱۸۴) عوف بن حارث
(۱۸۵) معوذ بن حارث
(۱۸۶) معاذ بن حارث
(۱۸۷) نعمان بن عمرو

(۱۸۸) عامر بن مخلد
(۱۸۹) عبداللہ بن قیس
(۱۹۰) عصیمہ اشجعی
(۱۹۱) ودیعہ بن عمرو
(۱۹۲) ابوالحمراء مولیٰ حارث بن عفراء
(۱۹۳) ثعلبہ بن عمرو
(۱۹۴) سہیل بن عتیک
(۱۹۵) حارث بن صمہ
(۱۹۶) ابی بن کعب
(۱۹۷) انس بن معاذ
(۱۹۸) اوس بن ثابت
(۱۹۹) ابوشیخ ابی بن ثابت بن المنذر
(۲۰۰) ابوطلحہ زید بن سہل
(۲۰۱) حارثہ بن سراقہ
(۲۰۲) عمرو بن ثعلبہ
(۲۰۳) سلیط بن قیس

(۲۰۴) ابوسلیط بن قیس
(۲۰۵) ثابت بن خنساء
(۲۰۶) عامر بن امیہ
(۲۰۷) محرز بن عامر
(۲۰۸) سواد بن غزیہ
(۲۰۹) ابوزید قیس بن سکن
(۲۱۰) ابوالاعور بن حارث
(۲۱۱) سلیم بن ملحان
(۲۱۲) حرام بن ملحان
(۲۱۳) قیس بن ابی صعصعہ
(۲۱۴) عبداللہ بن کعب
(۲۱۵) عصیمہ اسدی
(۲۱۶) ابوداؤد عمیر بن عامر بن مالک
(۲۱۷) سراقہ بن عمرو
(۲۱۸) قیس بن مخلد
(۲۱۹) نعمان بن عبدعمرو
(۲۲۰) ضحاک بن عبد عمرو
(۲۲۱) سلیم بن حارث
(۲۲۲) جابر بن خالد
(۲۲۳) سعد بن سہیل
(۲۲۴) کعب بن زید
(۲۲۵) بجیر بن ابی بجیر
(۲۲۶) عتبان بن حارک
(۲۲۷) ملیل بن دبرہ
(۲۲۸) عصمہ بن الحصین
(۲۲۹) بلال بن المعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

☆☆☆☆

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اسماء شہداء بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ

(۱) عبیدہ بن الحارث بن مطلب مہاجری (۲) عمیر بن ابی وقاص مہاجری (۳) ذوالشمالین بن عبد عمرو مہاجری (۴) عاقل بن البکیر مہاجری (۵) مہجع بن صالح مولیٰ عمر بن الخطاب (۶) صفوان بن بیضاء مہاجری (۷) سعد بن خیثمہ انصاری (۸) مبشر بن عبدالمنذر انصاری (۹) یزید بن حارث انصاری (۱۰) عمیر بن الحمام انصاری (۱۱) رافع بن

معلّیٰ انصاری (۱۲) حارثہ بن سراقہ انصاری (۱۳) عوف بن حارث انصاری (۱۴) معوذ بن حارث انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ورضوا عنہ

☆☆☆☆

رمضان، بدر اور اصحابِ بدر رضی اللہ عنہم

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، اصحابِ بدر اور غزوۂ بدر کے حالات وکمالات پر لکھتے ہیں:

رمضان المبارک کی دوسری خصوصیات میں سے ایک یہ خصوصیت بھی ہے کہ کفر واسلام کا عظیم ترین معرکہ بدر بھی اسی ماہ مبارک میں پیش آیا۔ اور جس طرح رمضان تمام مہینوں سے اور قرآن تمام آسمانی کتب سے افضل ہے، اسی طرح جنگ بدر بھی تمام اسلامی جنگوں سے افضل ہے۔ کیوں کہ اس جنگ میں خود حضور رحمۃ للعالمین ﷺ تشریف فرما تھے۔ جو کائنات میں افضل ہیں۔ اور پرچم نبوی کے سایہ میں جن مومنین نے یہ عظیم جنگ لڑی، وہ بعد الانبیاء علیہم السلام تمام اولادِ آدم سے افضل ہیں۔ اور انہی اصحابِ رسول ﷺ کو غزوۂ بدر کی نسبت سے اصحابِؓ بدر بھی کہا جاتا ہے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

۲۔ تمام سورۃ الانفال جنگ بدر کے سلسلہ میں ہی نازل ہوئی۔ اس سورت میں جنگ کی تفصیلات بھی ہیں اور جنگ کے احکام بھی ہیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

علاوہ ازیں سورۃ آل عمران میں بھی جنگ بدر کا ذکر آتا ہے۔ اور وہاں تو بدر کے نام کی بھی تصریح ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (سورۃ آل عمران آیت ۱۲۳)

اور یہ بات محقق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو بدر میں منصور فرمایا، حالانکہ تم بے سروسامان تھے۔ (ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

بدر ایک کنویں کا نام ہے، جس کے قریب یہ جنگ لڑی گئی اور یہ بھی اس جنگ کی خصوصیت ہے کہ اس میں باذن اللہ آسمان سے فرشتے نازل ہوئے۔ اور انہوں نے کفار سے قتال بھی کیا۔ جیسا کہ سورۃ الانفال کی آیات میں اس کی تصریح ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جنگ کے اسباب

بظاہر یہ بات بہت زیادہ تعجب خیز ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خود اپنی قریش کی برادری سے جنگ وقتال کر رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں آپ کو رحمۃ للعالمین فرمایا گیا ہے۔ لیکن اگر حقیقت پر نظر ڈالی جائے تو آنحضرت ﷺ کی یہ جنگ بھی مقصد وانجام کے اعتبار سے ایک عظیم رحمت تھی۔ تبلیغ اسلام اور آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ اعلانِ رسالت اور تبلیغ توحید کے بعد قریش نے رحمۃ للعالمین ﷺ کو ہر قسم کی اذیتیں پہنچائیں۔ اصحابِؓ رسول ﷺ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ لیکن جوابی طور پر جنگ وقتال کی ممانعت

www.khudamahlesunat.com

تھی۔ اور حکم خداوندی یہی تھا کہ اسلام کی دعوت پوری ہمت و تدابیر کیساتھ دیتے رہو۔ اور اس کے ردّ عمل میں قوم کی طرف سے جو بھی تکالیف پہنچیں، ان کو برداشت کرو۔ مکی زندگی دراصل تزکیہ نفوس اور تکمیل ایمان کا ایک زبردست تربیتی کورس تھا۔ تاکہ صحابہ کرامؓ اپنی تبلیغی جدوجہد میں جو قدم بھی اُٹھائیں، وہ رضائے الٰہی کے حصول پر مبنی ہو۔ اور جس میں نفسانی جذبات کا شائبہ تک بھی باقی نہ رہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صحبت نبوی کی برکات اور انوارِ نبوت کے پرتو سے صحابہ کرامؓ کے نفوس کا کامل تزکیہ ہوگیا۔ ذاتی اور نفسانی جذبات مغلوب ہوگئے۔ ان کا محبوب و مقصود حق تعالیٰ کی ذات تھی۔ جس کو حاصل کرنے کا ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی عظمت و محبت اور کامل اطاعت تھی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ان کی اسی مقصودیت کے اظہار کے لئے فرمایا گیا ہے:

يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (سورۃ الکہف آیت ۲۸)

یعنی آنحضرت ﷺ کی صحبت میں رہنے والے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی حکمتیں ہوتی ہیں۔ چنانچہ مکی زندگی میں ہی ہجرتِ حبشہ کی اجازت دی گئی۔ اور اس کے بعد آخر میں ہجرتِ مدینہ کا حکم دیا گیا۔ جس کی بناء پر آنحضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب موقع بہ موقع اپنا وطن مکہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ اور مہاجرین صحابہؓ میں حضرت ابوبکرؓ صدیق کو ہی یہ خصوصی شرف

www.khudamahlesunat.com

حاصل ہوا کہ وہ مدینہ منورہ تک آنحضرت ﷺ کی معیت میں رہے۔ اور قرآن مجید میں انہی کو صاحب رسول یعنی یارِ غار فرمایا گیا۔

(سورۃ التوبہ ع ٦ آیت ٤٠)

قریش اور یہودِ مدینہ

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مہاجرین اور انصارِ صحابہؓ کی ایک جمعیۃ قائم ہوگئی تھی۔ اور دعوتِ اسلام کا کام شروع ہوگیا تھا۔ جس کی وجہ سے یہودِ مدینہ سخت دشمن بن گئے۔ اُدھر مکہ سے بقدرتِ خداوندی قریشی جنگجو جوانوں کے گھیراؤ سے آنحضرت ﷺ معجزانہ طور پر نکل کر بسلامت مدینہ پہنچ گئے تھے۔ جس کی وجہ سے رؤسائے قریش اپنے منصوبہ میں بری طرح ناکام ہوئے۔ اب ان کے عزائم یہ تھے کہ مدینہ پر یلغار کر کے مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے یہود سے ساز باز اور مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ چنانچہ کرز بن جابر فہری مدینہ کی چراگاہ سے اہل مدینہ کے مویشی لوٹ کر لے گیا۔ آنحضرت ﷺ کے خلاف ان کا انتقامی جذبہ اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ انہوں نے مدینہ کے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کو خط میں یہ لکھا کہ: ''یا محمد (ﷺ) کو قتل کر دو یا ہم آکر ان کے ساتھ تمہارا بھی کام تمام کر دیں گے''۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو جنگ و قتال کی اجازت دے دی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

www.khudamahlesunat.com

اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ ۙ﴿۳۹﴾ الَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ بِغَیۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ یَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ؕ (پ۱۷ سورۃ الحج ع ۶ آیت ۴۰)

(اب) لڑنے کی ان لوگوں کو اجازت دی گئی، جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے کہ ان پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (آگے ان کی مظلومیت کا بیان ہے) جو اپنے گھروں سے بلاوجہ نکالے گئے۔ محض اتنی بات پر کہ وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

کفار سے اذن قتال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قریش کے جارحانہ اقدامات کے مقابلے میں دفاعی تدابیر اختیار کیں۔ مدینہ شریف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد سرایا بھیجے۔ چنانچہ سریہ حمزہؓ، سریہ عبیدہؓ بن الحارث، سریہ سعدؓ بن ابی وقاص اور سریہ بدر اولیٰ وغیرہ اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ غزوہ اور سریہ کا فرق یہ ہے کہ غزوہ اس جنگ کو کہتے ہیں، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے ہیں اور لشکر اسلام کی قیادت فرمائی ہے۔ اور سریہ وہ جنگ ہے، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف نہیں لے گئے بلکہ آپ نے کسی صحابی کی قیادت پر لشکر اسلام کو بھیجا ہے۔ عموماً سرایا چھوٹے چھوٹے دستوں پر مشتمل ہوتے تھے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(غزوہ کی جمع غزوات اور سریہ کی جمع سرایا ہے)۔

قریش کا تجارتی قافلہ

مدینہ منورہ پر ایک کامیاب حملہ کرنے کے لئے قریش نے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ اور اس مقصد کے لئے انہوں نے ملک شام کو ایک تجارتی قافلہ بھیجا، جس میں عورتوں تک نے اپنا سرمایہ لگا دیا۔ تا کہ اس قافلے کے تجارتی منافع کو مسلمانوں کے مقابلے میں ایک جنگی قوت مہیا کرنے پر لگایا جائے۔ اس قافلہ کے سالار ابوسفیان تھے (جو بعد میں فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئے تھے رضی اللہ عنہ)۔ آنحضرت ﷺ کو جب اس قافلے کی واپسی کی اطلاع ملی اور اس قافلہ نے واپس مکہ جاتے ہوئے مدینہ شریف کے قریب سے ہی گزرنا تھا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس قافلہ پر حملہ کرنے کا صحابہ کرامؓ کو حکم دے دیا تا کہ وہ جنگی طاقت جو مسلمانوں کے خلاف تیار کی جا رہی ہے، اس کو ان کے جارحانہ اقدام سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے۔ یہ ایک جنگی دفاعی تدبیر تھی، جس کو کوئی بھی اہل عقل وفہم ناجائز نہیں کہہ سکتا۔

مکی زندگی میں مسلمانوں پر قریش کے بے پناہ مظالم اور پھر مدینہ منورہ میں بھی ان کو چین سے نہ بیٹھنے دینا بلکہ ان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے مذموم عزائم کیا اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ مظلوم مسلمان اسلام کی بقا کی خاطر قریش کی جارحیت کا جواب دیں۔ اور ظالم

www.khudamahlesunat.com

پنپنے کو اس کے اُٹھنے سے پہلے ہی توڑ دیں۔ آنحضرت ﷺ کی قیادت میں صحابہ کرامؓ کا مقصد ظلم کو پھیلانا نہیں بلکہ ظلم کو مٹانا تھا۔ اور اسلامی جہاد کا دراصل مقصد ہی یہی ہے کہ طاغوتی طاقتوں کا استیصال کر کے اللہ کے بندوں کو امن و سلامتی اور نجات و فلاح کے راستے پر چلا جائے۔ اسی مقصد عظیم کے لئے حضور رحمۃ للعالمین ﷺ ان نازک حالات کے تحت فوری تیاری کر کے اپنے ۳۱۳ غازیانِ اسلام کے ساتھ مدینہ منورہ سے نکلے۔ ابوسفیان کو جب آنحضرت ﷺ کے اس اقدام کی اطلاع ملی تو انہوں نے مزید کمک حاصل کرنے کے لیے اپنا قاصد مکہ روانہ کر دیا۔ قریش مکہ جو پہلے ہی مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کر رہے تھے، مشتعل ہو کر ابوجہل کی قیادت میں اپنی پوری جنگی قوت کے ساتھ مکہ سے روانہ ہوئے۔ کفار کی تعداد ایک ہزار تھی۔ ان کے پاس سات سو اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے۔ رؤسائے قریش ہر منزل پر باری باری نو دس اونٹ ذبح کرتے تھے۔

۲۔ ادھر ابوسفیان نے مسلمانوں کے حملے سے بچنے کے لیے انتہائی ہوشیاری کے ساتھ راستہ بدل دیا اور سلامتی سے نکل گئے۔ راستے میں جب آنحضرت ﷺ کو قافلہ کے بچ نکلنے اور لشکر قریش کے آنے کا علم ہوا تو اپنے جاں بازوں سے مشورہ لیا۔ کیوں کہ مجاہدین اسلام کی تعداد تھوڑی تھی اور وسائل بھی کم تھے۔ چنانچہ لشکر اسلام میں ستر (۷۰) اونٹ اور دو

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

(۲) گھوڑے تھے۔ ایک گھوڑا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک گھوڑا حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ عالم اسباب کے پیش نظر جب رحمۃ للعالمین ﷺ نے قریش سے جنگ کرنے کے لئے صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیا تو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے قریش سے جنگ کرنے کے لئے پر جوش تقریریں کیں۔ اور حضرت مقدادؓ نے (جو مہاجرین اولین میں سے ہیں) عرض کیا کہ حضور ﷺ! ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح نہیں ہیں جنھوں نے کہا کہ اے موسیٰ! آپ اور آپ کا خدا جا کر دشمن سے لڑیں، ہم تو یہاں بیٹھ کر دیکھیں گے۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے آپ کے حکم سے جانیں قربان کریں گے۔ سرفروشوں کی ان تقریروں سے آنحضرت ﷺ کا چہرہ چمک اُٹھا۔ لیکن آپ دراصل انصار کا جائزہ لینا چاہتے تھے۔ انصار نے جب محسوس کیا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ (رئیس خزرج) نے یوں تقریر کی کہ حضور ﷺ! ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں۔ آپ حکم دیں تو سمندر میں کودنے کے لیے تیار ہیں۔ حضور ﷺ! ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ جس سے چاہیں جوڑیں اور جس سے چاہیں توڑیں۔ جس سے چاہیں صلح کریں، جس سے چاہیں جنگ کریں، ہمیں سب کچھ منظور ہے۔ مہاجرین و انصار کے ان فداکارانہ بیانات سے آنحضرت ﷺ بہت خوش ہوئے۔ اور قریش کے مقابلے میں جانے کا حکم دے دیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حتیٰ کہ ادھر سے قریش اور ادھر سے لشکرِ اسلام بدر کے مقام پر اکٹھے ہو گئے۔ لشکرِ قریش نے پہلے پہنچ کر جنگی لحاظ سے سخت زمین اور پانی پر بھی قبضہ کرلیا تھا۔ مگر لشکرِ اسلام کو ریتلی زمین ملی اور پانی کی مقدار بھی ناکافی تھی۔ آنحضرت ﷺ کے لئے میدانِ جنگ کے ایک طرف ٹیلہ پر عریش (چھپر) بنایا گیا۔ جس میں یارِ غار حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کی معیت میں اندر تھے۔ اور باہر تلوار لے کر حضرت سعدؓ بن معاذ آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے پہرہ دیتے رہے۔ اب اس جگہ مسجد بنا دی گئی ہے، جس کا نام مسجد عریش ہے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے رات کو میدانِ جنگ کا جائزہ لیا اور رؤسائے کفر کے بارے میں فرمایا کہ فلاں اس جگہ ہلاک ہوگا اور فلاں اُس جگہ۔ اور ابوجہل کے مقامِ ہلاکت کی بھی نشان دہی فرمائی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

دعائے نبویؐ

اپنے عریش (چھپر) میں رحمۃ للعالمین ﷺ دعائیں کرتے رہے اور یہاں تک زاری کی کہ:

اَللّٰھُمَّ اَنْجِزْلِیْ مَا وَعَدْتَنِیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَنْ تُھْلِکَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدُ فِی الْاَرْضِ (مسلم حدیث ۴۵۸۸)

اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا فرما۔ اے اللہ! اگر مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین پر تیری (خالص) عبادت نہیں ہو سکے گی۔ (مسلم شریف ج ۳ حدیث ۴۵۸۸)

رحمۃ للعالمین ﷺ پر شانِ عبدیت کا غلبہ تھا۔ آپ حق تعالیٰ کی بے نیازی کے پیش نظر سجدہ و دعا میں مستغرق تھے۔ اس حال میں چادر مبارک کندھے سے اُتر جاتی تھی اور حضرت صدیق اکبرؓ اپنے محبوب اعظم ﷺ کی اس پریشانی کی وجہ سے پریشان تھے۔ چادر اُٹھا کر آپ ﷺ کے دوشِ مبارک پر ڈال دیتے تھے۔ اور دربارِ نبوی میں عرض کر رہے تھے کہ حضور ﷺ! اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ آخر آنحضرت ﷺ نے سجدہ سے سر اُٹھایا اور بشارت سنائی کہ:

سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَ یُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (سورۃ القمر ع ۳ آیت ۴۵)

عنقریب ان کی یہ جماعت شکست کھائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔

رحمۃ للعالمین ﷺ نے یارِ غار سے یہ بھی فرمایا:

اَبْشِرْ یَا اَبَابَکْر اَتَاکَ نَصْرُ اللّٰہِ ھٰذَا جِبْرَئِیْلُ ...... الی ...... الغبار (فتح الباری ج ۷)

اے ابوبکرؓ! بشارت ہو، اللہ کی مدد تیرے پاس آ پہنچی ہے۔ یہ جبریل اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے اس کو کھینچ رہے ہیں۔ اور ان کے دانتوں پر غبار ہے۔

یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ ملائکہ (فرشتے) انسان نہیں ہوتے، لیکن باذنِ خداوندی انسان کی صورت میں متمثل ہوتے ہیں کہ دیکھنے والا یہی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

سمجھتا ہے کہ یہ کوئی انسان ہے۔ اور انسانی احوال ان پر دکھائی دیتے ہیں۔ حضرت جبریلؑ کے دانتوں پر غبار کا نظر آنا، اسی تمثل پر مبنی ہے۔

جنگ کا آغاز

۱۷ رمضان ۲ھ کے دن یہ عظیم معرکہ بدر پیش آیا۔ چونکہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ شرعاً مسافر تھے اور جنگ وقتال بھی سامنے تھا، اس لیے آنحضرت ﷺ نے روزے نہ رکھنے کا حکم دے دیا تھا۔ بہرحال دونوں لشکر آمنے سامنے آ گئے۔ جس کا ذکر حسب ذیل آیت میں ہے:

قَدۡ كَانَ لَكُمۡ آيَةٌ فِيۡ فِئَتَيۡنِ الۡتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَ اُخۡرٰى كَافِرَةٌ يَرَوۡنَهُمۡ مِثۡلَيۡهِمۡ رَأۡىَ الۡعَيۡنِ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَعِبۡرَةً لِّاُولِى الۡاَبۡصَارِ

(آل عمران ۲۴ آیت ۱۳)

بے شک تمہارے لیے بڑا نمونہ ہے، دو گروہوں (کے واقعہ) میں جو کہ باہم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تھے۔ ایک گروہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے تھے (یعنی مسلمان) اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے۔ یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمانوں سے کئی حصہ زیادہ ہیں، کھلی آنکھوں دیکھنا اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں اپنی امداد سے قوت دیتے ہیں۔ (سو) بلاشک اس میں بڑی عبرت ہے (دانش) بینش والے لوگوں کو۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

حافظ عبدالوحید خادم اہلسنت

مبارزت اور کھلی جنگ

کھلی جنگ ہونے سے پہلے مسلمانوں کے پانی کے حوض پر قریش نے تیر برسانے شروع کر دیے تھے۔ جس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت مھجعؓ تیر لگنے سے شہید ہو گئے۔ یہ معرکہ بدر کے پہلے شہید ہیں۔ ان کے پانی پینے کے موقع پر حضرت حارثہؓ بن سراقہ بھی دشمن کے تیر سے شہید ہو گئے۔ اس سلسلہ میں ایک شقی کافر اسود مخزومی حوض کو تباہ کرنے کے لئے حملہ آور ہوا تو اسد اللہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر جب مومنین اور کافرین کے دونوں لشکر مقابلے میں آئے تو حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے غازیانِ بدر کی صفیں درست کیں۔ آپ کے دست مبارک میں نیزہ تھا۔ ادھر ابو جہل گھوڑے پر سوار کفار کی صفیں درست کر رہا تھا۔ قریش اپنی جنگی قوت اور تعداد پر نازاں تھے۔ قریش کا سپہ سالار عتبہ تھا جو مکہ کا رئیس اعظم تھا۔ وہ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کے ساتھ میدانِ کارزار میں نکلا۔ اور ھل من مبارز کی صدا بلند کی۔ یعنی اس نے للکارا کہ کوئی ہے جو ہمارے مقابلے پر آئے۔ کفر کی اس للکار پر لشکر اسلام میں سے انصار کے یہ تین غازی مقابلے میں نکلے۔ حضرت عوف بن حارث، حضرت معاذ بن حارث اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم۔ عتبہ نے ان کا نام ونسب دریافت کیا۔ اور جب اس کو معلوم ہوا کہ یہ انصار میں سے ہیں تو کہا کہ تم ہمارا جوڑ نہیں۔ ہمارا جوڑ وہ ہیں جو

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

www.khudamahlesunat.com

ہماری برادری کے ہیں۔ وہ ہمارے مقابلے پر آئیں۔ تو اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے اپنے چچا حضرت حمزہؓ، اپنے چچا زاد بھائی حضرت علیؓ اور دوسرے چچا زاد بھائی حضرت عبیدہؓ بن الحارث بن عبدالمطلب کو مقابلہ کے لئے میدان میں نکالا۔ اس مقابلے میں حضرت حمزہؓ نے عتبہ کو اور حضرت علیؓ نے ولید کو قتل کر دیا۔ اور حضرت عبیدہؓ کے مقابلے میں عتبہ کا بھائی شیبہ تھا۔ حضرت عبیدہؓ شیبہ کی تلوار سے سخت زخمی ہو گئے۔ آپ کا پاؤں کٹ گیا۔ حضرت علیؓ نے بڑھ کر شیبہ کو قتل کر دیا۔ اور حضرت عبیدہؓ کو اُٹھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے ان کا سر اپنی گود میں رکھا اور ان کو شہادت کی بشارت دی۔ چنانچہ حضرت عبیدہؓ نے بدر سے واپسی پر راستہ میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت عبیدہؓ آنحضرت ﷺ سے عمر میں دس سال بڑے اور اصحابِؓ بدر میں سب سے معمر صحابی تھے۔ رضوان اللہ علیہم۔

جنگ کا آغاز

مبارزت کے بعد مومنین و مشرکین کی عام جنگ شروع ہو گئی۔ جس میں سے ۱۴ صحابہ کرامؓ نے شہادت عظمیٰ کا جام نوش فرمایا، جن میں ۶ مہاجرین اور ۸ انصار تھے۔ اور کفارِ قریش میں سے ستر (۷۰) قتل ہوئے اور ستر گرفتار کر لئے گئے۔ ان مقتولین میں ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ولید اور امیہ بن خلف وغیرہ ہیں۔ یہ وہی امیہ ہے جو حضرت بلالؓ کو طرح طرح

کی اذیتیں دیتا تھا۔ اور جن ۱۴ رؤسائے قریش نے مکہ کے دارالندوہ میں رحمۃ للعالمین ﷺ کے قتل کا فیصلہ کیا تھا، ان میں سے گیارہ سردارانِ قریش مارے گئے۔ اور تین بعد میں مسلمان ہو گئے تھے۔ جنگ بدر میں آنحضرت ﷺ کا چچا ابولہب کسی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکا تھا۔ لیکن بعد میں عذاب کے پھوڑے سے ہلاک ہوا۔ اور اس کے بدن میں اس قدر بدبو پھیل گئی کہ اس کی میت مکان سے باہر نہ نکال سکے۔ اور وہاں ہی زمین میں گاڑ دیا گیا۔ ابوجہل کو معاذ اور معوذ دو انصاری بھائیوں نے قتل کیا۔ اور وہ اور دوسرے رؤسا کی لاشیں اسی جگہ ملیں، جہاں رسول اللہ ﷺ نے نشان دہی فرمائی تھی۔ ابوجہل کی لاش جب ملی تو وہ ابھی جاں بلب تھا۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے ابوجہل کو قتل کرنے کے لئے اس کی گردن پر پاؤں رکھا تو اس نے گھور کر کہا کہ اے بکری چرانے والے! تو کہاں پاؤں رکھتا ہے؟ پھر کہا کہ تم نے قتل تو کرنا ہے، لیکن میرا سر شانہ سے اتارنا تا کہ قریش کے تمام مقتولین میں میری گردن بلند نظر آئے۔ اور ابوجہل نے یہ بھی کہا کہ محمد (ﷺ) کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ آج تمہاری عداوت اور بغض میرے دل میں پہلے سے بھی زیادہ ہے۔ (العیاذ باللہ)۔

حضرت ابن مسعودؓ ابوجہل کا سر کاٹ کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور اس کا پیغام بھی سنایا تو رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

www.khudamahlesunat.com

فرمایا کہ یہ میری امت کا فرعون ہے۔ جو حضرت موسیٰؑ کے فرعون سے بھی سخت تھا۔ فرعونِ موسیٰ نے تو مرتے وقت توبہ کی (جو قبول نہ ہوئی) لیکن اس نے تو بجائے توبہ کے اور بھی تکبر کا اظہار کیا ہے۔ مقتولین قریش میں سے ۲۴ رؤسائے قریش کی لاشیں ایک گندے کنوئیں میں ڈال دی گئیں اور باقیوں کو دوسری جگہ گاڑ دیا گیا۔ یہ ہے کفار و مشرکین کا انجام کہ قادرِ مطلق نے حسب وعدہ ان کی جڑ ہی کاٹ دی اور رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ جہاد حقیقتاً ایک بڑی رحمت ثابت ہوا۔ کہ طاغوتی رکاوٹیں ہٹا دی گئیں۔ اور توحید و رسالت کے انوار اطرافِ عالم میں پھیل گئے۔

اسیرانِ بدر

ستر (۷۰) اسیرانِ بدر میں سے صرف عتبہ بن ابی معیط اور نضیر بن حارث کو قتل کر دیا گیا۔ اسیرانِ بدر میں رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چچا حضرت عباسؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ کے بھائی حضرت عقیلؓ بن ابی طالب بھی تھے۔ اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے داماد ابو العاص بھی تھے، جو بنت رسول حضرت زینبؓ کے شوہر تھے۔ مگر یہ تینوں بعد میں مسلمان ہو گئے۔ رضی اللہ عنہم۔

یہ جنگ کفر و اسلام کی اصولی جنگ تھی۔ اسلام کی بناء پر برادریاں تقسیم ہو گئی تھیں۔ جو قریشی آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان لے آئے، وہ لشکر اسلام میں اور جن کو اس وقت ایمان نصیب نہیں ہوا تھا، وہ لشکر کفر میں شریک تھے۔ اصحابِؓ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دین کی خاطر برادری اور وطن کے

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید

تمام بت پاش پاش کر دیے تھے۔ جہاں حضرت علیؓ غازیانِ بدر میں شامل تھے اور تلوار زنی کے جوہر دکھا رہے تھے، وہاں ان کے بھائی عقیل دشمنوں کی صفوں میں تھے۔ اگر حضرت ابوبکرؓ صدیق آنحضرت ﷺ کے مشیر و وزیر تھے، تو وہیں جنگ بدر میں آپؓ کے صاحبزادہ عبدالرحمٰن آپ کے مقابلے میں تھے۔ جہاں حضرت عمر فاروقؓ جاں نثارانِ اسلام میں پیش پیش تھے، وہاں آپ کا ماموں ابوجہل کے لشکر میں تھا۔ اور دورانِ جنگ فاروق اعظمؓ نے خونی برادری سے بالاتر ہوکر اپنے ماموں کو قتل کر دیا تھا۔ یہی ہیں وہ معیت محمدی ﷺ کے فیض یافتہ اصحابؓ جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (سورۃ فتح آخری رکوع)

وہ کفار کے مقابلے میں سخت اور آپس میں مہربان ہیں۔

مالِ غنیمت کی تقسیم

کفارِ قریش کا جو مال و سامان ہاتھ آیا، وہ آنحضرت ﷺ نے غازیانِ بدر پر تقسیم کر دیا اور مالِ غنیمت میں سے حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ وغیرہ آٹھ صحابہ کو بھی حصہ دیا جو آنحضرت ﷺ کے حکم سے دوسری ڈیوٹیوں میں مصروف رہے اور جنگ میں شریک نہیں ہو سکے۔ چنانچہ حضرت طلحہؓ (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے تحت شام کی طرف گئے ہوئے تھے۔ اور مدینہ منورہ میں چونکہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صاحبزادی حضرت رقیہؓ بیمار تھیں، اس لئے آپ حضرت عثمانؓ کو ان کی تیمارداری کے لئے مدینہ منورہ میں چھوڑ آئے تھے۔ اور جب غازیانِ بدر فتح اسلام کا پھریرا اُڑاتے ہوئے واپس مدینہ پہنچے تو اس وقت حضرت عثمانؓ حضرت رقیہؓ کی قبر پر مٹی ڈال رہے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نصرتِ خداوندی کا عظیم الشان ظہور

سورۃ الحج کی آیت میں جب پہلی بار صحابہ کرامؓ کو کفار سے جہاد وقتال کا حکم دیا گیا تو اس میں یہ بھی فرما دیا تھا کہ:

وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصۡرِهِمۡ لَقَدِيۡرُ

اور بے شک اللہ تعالیٰ ان کی نصرت پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

چنانچہ غزوۂ بدر میں قادرِ مطلق نے اپنا وعدۂ نصرت پورا کر کے دکھا دیا۔ حالانکہ عالم اسباب میں صحابہ کرامؓ اپنی تعداد اور جنگی قوت کے لحاظ سے کفار کے مقابلہ میں بہت کمزور تھے۔ اس وقت کی جنگیں نہ ہوائی جنگیں تھیں اور نہ ایٹمی ہتھیاروں کی بلکہ قوتِ بازو اور ہمت وشجاعت کی جنگیں تھیں۔ ۳۱۳ کے مقابلہ میں ایک ہزار جنگجو بہادر تھے، جن میں بڑے بڑے تلوار زن اور تیر آزما تھے۔ اور ان کے وہم وخیال میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ موت اُن کے سروں پر منڈلا رہی ہے۔ اور ان کے ستر (۷۰) ناموروں کو ان مظلوم صحابہؓ کے ہاتھوں بدر کے مقام پر موت کے گھاٹ اُتار دیا جائے گا۔ اور ان کی متعفن لاشیں یوں گندے کنوئیں میں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ڈال دی جائیں گی۔ لیکن یہ اس قدیر و عظیم خدا کی نصرت کا کرشمہ ہے جس نے حبشہ کے ابرہہ کے مست ہاتھیوں کے لشکر کو ابابیل کے ذریعہ کَعَصْفٍ مَّأْكُوْل، جانوروں کے کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کچل کے رکھ دیا تھا۔ اس نے قریش کے پیل تنوں کو اصحابِؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں خاک وخون میں تڑپا کر نیست و نابود کر دیا۔ یہ وہی اصحابِؓ بدر ہیں جن کی نصرت کے لئے آسمانوں سے فرشتوں کی فوجیں بھی نازل ہوئیں۔ حقیقت میں تو قدرتِ خداوندی کام کر رہی تھی۔ لیکن بظاہر اصحابِؓ بدر تھے، جو محض آلہ کار خداوندی تھے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (سورۃ الانفال آیت ١٧)

سو تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے (بے شک) ان کو قتل کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

غزوۂ بدر اور حادثہ کربلا

جنگ بدر پرچم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ میں ٣١٣ اصحابؓ نے لڑی ہے۔ یہ خالص اسلام و کفر کا معرکہ تھا۔ اعزازی طور پر اصحابِؓ بدر کی نصرت کے لئے آسمان سے فرشتے نازل ہوئے۔ فرشتوں نے باذن اللہ اصحابؓ کی اتباع میں کفار کو قتل بھی کیا۔ قرآن و حدیث میں اصحابِؓ بدر کو قطعی

جنتی ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی مخصوص دعا کے پیشِ نظر اصحابِ بدر توحید خداوندی کی تبلیغ و تحفظ کا ایک ذریعہ تھے۔ جنگ بدر کی تفصیلات قرآن میں مذکور ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کربلا ہو یا کوئی اور حق و باطل کی جنگ، کسی کو بھی وہ فضیلت حاصل نہیں ہے جو ان اسلامی جنگوں کو حاصل ہے۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اور جو حضور خاتم النّبیین ﷺ کی قیادت میں لڑی گئی ہیں۔ (از ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور ج اش ۴ ص ۵ تا ۱۶)

اصحابِ بدر اور قرآن

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضرت قائد اہلسنّت مولانا قاضی مظہر حسینؒ لکھتے ہیں:

یہ ایک حقیقت ہے کہ انسانوں کی باہمی جنگ و قتال کوئی اچھی چیز نہیں بلکہ قبیح اور مذموم فعل ہے۔ اور جب خالق کائنات نے ملائکہ کے سامنے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ؕ (سورۃ بقرہ آیت ۳۰)

ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب۔ (ترجمہ مولانا اشرف علی تھانویؒ)

تو انہوں نے بارگاہِ صمدیت میں یہ عرض کیا تھا:

اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَاءَ ج وَ نَحْنُ

نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ ؕ

(کیا آپ پیدا کریں گے زمین مین ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اور خون ریزیاں کریں گے اور ہم برابر تسبیح کہتے رہتے ہیں بحمد اللہ اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپ کی۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

تو ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:

اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

میں جانتا ہوں اس بات کو جس کو تم نہیں جانتے۔

فرشتوں نے انسان کی جسمانی ساخت کی بنا پر اپنا شبہ ظاہر کیا تھا کہ انسانی جسم کی ترکیب کے اربعہ عناصر (مٹی، ہوا، پانی اور آگ) میں آگ کا بھی عنصر ہوگا تو آگ کے اثر سے وہ غضب ناک ہو کر باہمی جنگ و قتال کریں گے۔ لیکن انسانی روح کے کمالات پر ان کی نظر نہ تھی کہ باوجود عنصر آتش کے روحانی اثرات سے ان کی بعض جنگیں عبادت بن جائیں گی۔ چنانچہ فی سبیل اللہ جنگ و قتال موجب فساد نہیں بلکہ مُزیلِ فساد ہے۔ یعنی اللہ کی راہ میں اس کے حکم سے جنگ و قتال کرنا انسانوں کے باہمی فساد و بگاڑ کو پھیلانے والا نہیں بلکہ مٹانے والا ہے۔ اس لئے اسلامی جہاد ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے جس کا ربّ العٰلمین نے اپنے مومن بندوں کو حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ یَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

لیجدوا فِیکُمْ غلظۃ ؕ (سورۃ التوبۃ آیت ۱۲۳ ع ۱۶)

(ترجمہ) اے ایمان والو! ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس رہتے ہیں اور ان کو تمہارے اندر سختی پانا چاہیے۔

(۲) وَ قَاتلُوا الْمُشْرِکِیْنَ کَافَۃ کَمَا یُقَاتِلُوْنَکُمْ کَافَۃ ؕ وَ اعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ (سورۃ التوبہ ع ۵ آیت ۳۶)

(ترجمہ) اور ان سب مشرکین سے لڑنا جیسا کہ وہ تم سب سے لڑتے ہیں اور یہ جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ساتھی ہے۔

(۳) یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ اَنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِاْئَتَیْنِ ج (الانفال ع ۹ آیت ۶۵)

(ترجمہ) اے پیغمبر (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)! آپ مومنین کو جہاد کی ترغیب دیجیے۔ اگر تم میں سے بیس (۲۰) آدمی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دوسو (۲۰۰) (کافروں) پر غالب آجائیں گے۔

قرآن حکیم میں اس قسم کی بیسیوں آیات ہیں جن میں قتال فی سبیل اللہ کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اس کے متعلق مجاہدین کو جنت کی بشارتیں دی گئی ہیں اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم کے تحت جو عمل کیا جائے وہ عبادت ہوگا اور عبادت ہی جنّ و اِنس کی پیدائش کا اصل مقصد ہے۔

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (پ ۲۷ الذاریات آیت ۵۶)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(ترجمہ) میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات (بخاری شریف حدیث ۱)

(یعنی) اَعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

بے شک وہ جنگ و قتال مذموم ہے جو نفسانیت پر مبنی ہو لیکن اگر جنگ سے مقصود ظلم و فساد کو مٹانا ہو یا اعلاء کلمۃ الحق ہے تو وہ یقیناً عبادت ہوگا۔ اگر کسی انسان کے بدن میں کوئی پھوڑا اور ناسور پیدا ہو جائے اور دواؤں سے اس کا علاج نہ ہو سکے تو ڈاکٹر آپریشن کے ذریعہ وہ فاسد مادہ نکال دیتے ہیں جس کی وجہ سے مریض کے مرض میں شدت پیدا ہو رہی تھی۔ اسی طرح اگر ظالم اور فسادی لوگ وعظ و تبلیغ اور پند و نصیحت سے باز نہ آئیں تو بذریعہ جنگ و قتال ان کی طاقتوں کو توڑنا اور ان کے وجود سے جہان کو پاک کرنا باقی لوگوں کے جان و مال اور ان کے دین و ایمان کے تحفظ کا موجب بنے گا۔ البتہ قتال فی سبیل اللہ کی بھی شرعی حدود اور شرائط ہیں۔ جن کی پابندی کرنے سے ہی جہاد کا اجر و ثواب ملے گا۔ اور اس کے حقیقی فوائد حاصل ہوں گے۔ اور جس طرح ہر عمل صالح کا اعلیٰ نمونہ حضور خاتم النّبیین کی مقدس زندگی میں ملتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ○

(پ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت ۲۱)

ترجمہ: تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روزِ آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو، رسول اللہ (ﷺ) کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔

یہ آیت غزوۂ احزاب یعنی جنگ خندق کے سلسلہ میں نازل ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سب سے بہترین نمونہ عمل صالح کا رسول اللہ ﷺ کی پاک زندگی میں موجود ہے۔ لیکن اس کی پیروی اس شخص کے لئے ہی مفید ہوگی جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔ اور اپنے ربّ کی یاد اکثر کرتا رہتا ہے۔ یعنی وہ عمل صالح اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہی کرتا ہے۔

بہرحال چونکہ جہاد فی سبیل اللہ کا مقصد ظلم و فساد کا مٹانا اور دین حق کو غالب کرنا ہے اور آنحضرت ﷺ کی بعثت و رسالت کا مقصد ہی غلبۂ دین حق تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ط

(سورۃ الفتح ع۴ آیت ۲۸)

ترجمہ: وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت دی اور سچا دین (یعنی اسلام) دے کر (دُنیا میں) بھیجا ہے تا کہ تمام

www.khudamahlesunat.com

دینوں پر غالب کرے۔

اس آیت کے تحت **علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:**

اس دین کو اللہ نے ظاہر میں بھی سینکڑوں برس تک سب مذاہب پر غالب کیا اور مسلمانوں نے تمام مذاہب والوں پر صدیوں تک بڑی شان وشوکت سے حکومت کی اور آئندہ بھی دُنیا کے خاتمہ کے قریب ایک وقت آنے والا ہے جب ہر چہار طرف دین برحق کی حکومت ہو گی۔ باقی حجت و دلیل کے اعتبار سے تو دینِ اسلام ہمیشہ ہی غالب رہا۔

اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

باعتبار حجت و دلیل کے ہمیشہ اور باعتبار شوکت وسلطنت اہل اسلام کے بشرط صلاح اہل دین کے۔ اور چونکہ یہ شرط صحابہؓ میں پائی جاتی تھی، اس لیے یہ آیت اثباتِ رسالت کے ساتھ بشارت بھی ہو گئی صحابہؓ کے لیے فتوحات عامہ کی۔ چنانچہ ایسا ہی واقع ہوا۔

بہرحال غلبہ دین کے لئے ہی جہاد کی ضرورت ہے اور اس مقصد عظیم کے لئے آنحضرت ﷺ نے دس سالہ مدنی زندگی میں کفار کے ساتھ قریباً ۲۵ جنگیں لڑی ہیں اور سب سے اعلیٰ درجے کا جہاد فی سبیل اللہ وہ جہاد

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہے جو حضور خاتم النّبیین صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی قیادت میں ہوا۔ اور ان سب غزوات میں غزوۂ بدر کا درجہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ جس میں آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم خود تشریف فرما تھے اور آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے حکم سے تین سو تیرہ (۳۱۳) اصحابؓ نے قریش مکہ سے یہ عظیم جنگ لڑی ہے۔ جس میں چودہ (۱۴) اصحابؓ نے جامِ شہادت نوش فرمایا تھا (جن میں ۶ مہاجر اور ۸ انصار تھے) اور قریش میں سے ستر (۷۰) کافر قتل کیے گئے۔ جن میں قریش کا سرغنہ ابوجہل، سپہ سالار عتبہ، اس کا بیٹا ولید، اس کا بھائی شیبہ اور دیگر زعماء قریش ابو البختر ی، زمعہ بن الاسود، عاص بن ہشام، امیہ بن خلف، بنتہ ابن الحجاج وغیرہ مقتول ہوئے اور ستر (۷۰) قریش کو اسیر بنایا گیا۔ جن میں حضور رحمۃ للعالمین صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے چچا حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ المرتضیٰ کے بھائی حضرت عقیلؓ بن ابی طالب اور آنحضرت صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے داماد (حضرت زینبؓ کے شوہر) حضرت ابوالعاصؓ بھی تھے اور یہ تینوں حضرات بعد میں مشرف باسلام ہو گئے تھے، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

غزوۂ بدر کی خصوصیات (۱) غزوۂ بدر اسلام اور کفر کا پہلا اور عظیم معرکہ ہے جس میں ایک ہی قبیلہ قریش کے عزیز و اقارب ایک دوسرے کے مقابلے میں نبرد آزما ہوئے تھے۔ ایک طرف لشکر اسلام تھا اور دوسری طرف لشکر کفر۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ

www.khudamahlesunat.com

اللّٰہِ وَ اُخْرٰی کَافِرَۃٌ یَّرَوْنَھُمْ مِثْلَیْھِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ط وَ اللّٰہُ
یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط (سورۃ آل عمران ع ۲ آیت ۱۳)

ترجمہ: تمہارے لیے بڑا نمونہ ہے دو گروہوں (کے واقعہ) جو کہ باہم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تھے۔ ایک گروہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے تھے (یعنی مسلمان) اور دوسرا گروہ کافر لوگ تھے۔ یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ ان مسلمانوں سے کئی حصہ (زیادہ) ہیں کھلی آنکھوں دیکھا اور اللہ تعالیٰ اپنی امداد سے جس کو چاہتے ہیں قوت دے دیتے ہیں۔

(۲) سورۃ الانفال اور سورۃ آل عمران میں جنگ بدر کی تفصیلات مذکور ہیں جن میں غازیانِ بدر کی نصرت کے لئے ربّ العالمین نے ملائکہ بھیجنے کی اطلاع دی ہے۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۳) غازیانِ بدر کے ساتھ ہو کر ملائکہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے کفار کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلٰئِکَۃِ اِنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ط سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْھُمْ کُلَّ بَنَانٍ O ......

(سورۃ الانفال ع ۲ آیت ۱۲)

(ترجمہ) اس وقت کو یاد کرو جب آپ کا ربّ (ان) فرشتوں کو حکم

دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی (مددگار) ہوں (سو مجھ کو مددگار سمجھ کر) تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ۔ میں ابھی کفار کے قلوب میں رعب ڈالے دیتا ہوں۔ سو تم کفار کی گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور پر مارو۔ یہ اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرتا ہے، سو اللہ تعالیٰ ان کو سخت سزا دیتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے غازیانِ بدر کو مطمئن کرنے کے لئے ان پر اونگھ طاری کر دی۔

چنانچہ فرمایا:

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ (الانفال آیت ۱۱)

ترجمہ: (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ (اللہ تعالیٰ) تم پر اونگھ طاری کر رہا تھا اپنی طرف سے چین دینے کے لئے۔

(۵) اللہ تعالیٰ نے اصحابِؓ بدر کے لئے خصوصی طور پر بارش نازل کر دی۔

چنانچہ فرمایا:

وَ يُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَ يُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَ لِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ يُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ O (الانفال آیت ۱۱)

(ترجمہ) اور (اس سے قبل) تم پر آسمان سے پانی برسایا تا کہ اس پانی کے ذریعہ تم کو حدث اصغر (بے وضو ہونے) اور حدث اکبر (غسل

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

واجب ہونے سے) پاک کر دے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کر دے اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور تمہارے پاؤں جما دے۔

علامہ شبیر احمد صاحبؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

بدر کا معرکہ فی الحقیقت مسلمانوں کے لئے بہت ہی سخت آزمائش اور عظیم الشان امتحان کا موقع تھا۔ وہ تعداد میں تھوڑے تھے۔ بے سروسامان تھے۔فوجی مقابلہ کے لئے تیار ہو کر نہ نکلے تھے۔ مقابلہ پر ان سے تگنی تعداد کا لشکر تھا جو پورے ساز و سامان سے کبر و غرور کے نشے میں سرشار ہو کر نکلا تھا۔ مسلمانوں اور کافروں کی یہ پہلی ہی قابل ذکر ٹکر تھی۔ پھر صورت ایسی پیش آئی کہ کفار نے پہلے سے اچھی جگہ اور پانی وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ مسلمان نشیب میں تھے۔ ریت بہت زیادہ تھی جس میں چلتے ہوئے پاؤں دھنستے تھے۔ گرد و غبار نے الگ پریشان کر رکھا تھا۔ پانی نہ ملنے سے ایک طرف غسل و وضو کی تکلیف، دوسری طرف تشنگی ستا رہی تھی۔ یہ چیزیں دیکھ کر مسلمان ڈرے کہ بظاہر یہ آثار شکست کے ہیں۔ شیطان نے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ اگر واقعی تم خدا کے مقبول بندے ہوتے تو ضرور تائید ایزدی تمہاری طرف ہوتی۔ اور ایسی پریشان کن اور یاس انگیز صورتِ حال پیش نہ آتی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے رحمت کاملہ سے زور کا مینہ برسایا، جس سے میدان کی ریت جم گئی۔ غسل و وضو کرنے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اور پینے کے لئے پانی کی افراط ہوگئی۔ گرد و غبار سے نجات ملی۔ کفار کا لشکر جس جگہ تھا، وہاں کیچڑ اور پھسلن سے چلنا پھرنا دشوار ہو گیا۔ جب یہ ظاہری پریشانیاں دور ہوئیں تو حق تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک قسم کی غنودگی طاری کر دی۔ آنکھ کھلی تو دلوں سے سارا خوف و ہراس جاتا رہا۔ بعض روایات میں ہے کہ حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ صدیق رات بھر عریش میں مشغولِ دُعا رہے۔ اخیر میں حضور ﷺ پر خفیف سی غنودگی طاری ہوئی۔ جب اس سے چونکے تو فرمایا: خوش ہو جاؤ کہ جبرئیلؑ تمہاری مدد کو آ رہے ہیں۔ عریش سے باہر تشریف لائے تو زبان پر جاری تھا: (یعنی عنقریب دشمن کا لشکر پیٹھ دکھا کر بھاگ جائے گا)۔

بہرحال اس بارانِ رحمت نے بدن کو احداث سے اور دلوں کو شیطان کے وساوس سے پاک کر دیا۔ ادھر ریت جم جانے سے ظاہری طور پر قدم جم گئے اور اندر سے ڈر نکل کر دِل مضبوط ہو گئے۔

اور انہی آیات کے تحت حضرت مولانا محمد شفیع صاحب بانی دار العلوم کراچی تحریر فرماتے ہیں:

معرکہ کی پہلی رات تھی۔ تین سو تیرہ بے سامان لوگوں کا مقابلہ اپنے سے تین گنا تعداد یعنی ایک ہزار مسلح افواج سے تھا۔ میدانِ جنگ کا بھی اچھا مقام ان کے قبضہ میں آ چکا تھا۔ نچلا حصہ، وہ بھی سخت ریتلا

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جس میں چلنا دشوار، مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا۔ طبعی پریشانی اور فکر سب کو تھی۔ بعض لوگوں کے دل میں شیطان نے یہ وساوس بھی ڈالنے شروع کیے کہ تم لوگ اپنے آپ کو حق پر کہتے ہو اور اس وقت بھی بجائے آرام کرنے کے نمازِ تہجد وغیرہ میں مشغول ہو، مگر حال یہ ہے کہ دشمن ہر حیثیت سے تم پر غالب اور تم سے بڑھا ہوا ہے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر ایک خاص قسم کی نیند مسلط فرما دی، جس نے ہر مسلمان کو خواہ اس کا ارادہ سونے کا تھا یا نہیں، جبراً سلا دیا۔ حافظ حدیث ابویعلیٰؒ نے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ المرتضیٰ نے فرمایا کہ غزوۂ بدر کی اس رات میں ہم میں سے کوئی باقی نہیں رہا جو سو نہ گیا ہو۔ صرف رسول اللہ ﷺ تمام رات بیدار رہ کر صبح تک نماز تہجد میں مشغول رہے۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے عریش (یعنی سائبان) سے باہر نکل کر مختلف جگہوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ ابوجہل کی قتل گاہ ہے۔ یہ فلاں کی، یہ فلاں کی اور پھر ٹھیک اسی طرح واقعات پیش آئے۔ (تفسیر مظہری)

اور جیسا غزوۂ بدر میں تکان اور پریشانی دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہؓ کرام پر ایک خاص قسم کی نیند مسلط فرمائی، اسی طرح غزوۂ اُحد میں بھی اسی طرح کا واقعہ ہوا۔ ...... الخ

(تفسیر معارف القرآن ج ۴ سورۃ الانفال)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

(٦) میدانِ جنگ میں آنحضرت ﷺ نے خاک کی مٹھی بھر کر لشکر کفار کی طرف پھینکی اور زبان مبارک سے یہ فرمایا: ''شاهت الوجوه''۔ تو کفار میں بھاگڑ مچ گئی۔ چنانچہ فرمایا:

وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (الانفال آیت ١٧)

ترجمہ: اور آپ (ﷺ) نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی جب پھینکی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی۔

نیز فرمایا:

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ (الانفال آیت ١٧)

ترجمہ: سو تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے (بے شک) ان کو قتل کیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

حالانکہ بظاہر صحابہؓ کرام نے کافروں کو قتل کیا ہے لیکن قادر مطلق نے ان کے قتل کرنے کو اپنی طرف منسوب کر لیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ تو غازیانِ بدر کے تھے لیکن ان میں قوت اللہ تعالیٰ نے بھر دی تھی۔ اس میں اصحابِؓ بدر کی بڑی شان پائی جاتی ہے۔

(٧) اللہ تعالیٰ نے غازیان بدر کی نگاہ میں کفار کو تھوڑا کر کے دکھایا اور کافروں کی نگاہ میں صحابہؓ کرام کو کم کر کے دکھلایا۔ چنانچہ فرمایا:

وَ اِذْ یُرِیْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْۤ اَعْیُنِكُمْ قَلِیْلًا وَّ یُقَلِّلُكُمْ فِیْۤ اَعْیُنِهِمْ لِیَقْضِیَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ۝ (الانفال آیت ۴۴)

ترجمہ: اور اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ تم کو جب کہ تم مقابل ہوئے، وہ لوگ تمہاری نظر میں کم کر کے دکھلا رہے تھے اور (اسی طرح) ان کی نگاہ میں تم کو کم کر کے دکھلا رہے تھے۔ تا کہ جو بات اللہ کو کرنا منظور تھا، اس کی تکمیل کر دے۔

(۸) اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر کے سلسلے میں یہ بشارت سُنا دی کہ وہ آنحضرت ﷺ اور آپؐ نے صحابہؓ کرام کے دشمنوں کی جڑ کاٹ دے گا۔ چنانچہ فرمایا:

وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ٥ (الانفال آیت ۸)

(ترجمہ) اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام سے حق کا حق ہونا (عملاً) ثابت کر دے اور ان کافروں کی بنیاد (اور قوت) کو قطع کر دے تا کہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا (عملاً) ثابت کر دے۔ گو یہ مجرم لوگ ناپسند ہی کریں۔

حضرت مولانا تھانویؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

اس غلبہ کو باوجود اس کے کہ تمام کفارِ قریش ہلاک نہ ہوئے تھے، قطع دابر (یعنی ان کی جڑ کاٹنا) اس لئے کہا کہ اس واقعہ سے ان کی قوت بالکل فنا ہو گئی تھی۔ کیوں کہ ان کے بڑے بڑے رئیس ستر (۷۰)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

قتل اور ستر (۷۰) قید ہوئے تھے۔ اس طرح گویا وہ سب ہی ختم ہو گئے تھے۔

غازیانِ بدر کی عظمت شان حق تعالیٰ نے قرآن حکیم میں معجزانہ طور پر بیان فرمائی ہے اور سورۃ الانفال اور سورۃ آلِ عمران میں غزوۂ بدر اور اصحابؓ بدر کی جو خصوصیات مذکور ہیں، یہ اس امر کی دلیل ہیں کہ اصحابِؓ بدر کو دوسرے صحابہؓ کرام پر افضلیت حاصل ہے۔ اور احادیث میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ارشادات سے ان کی افضلیت واضح ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور خاتم النّبیین ﷺ نے عریش (چھپر) میں جو دُعا فرمائی تھی اس کے متعلق استاذ العلماء حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے جب یہ دیکھا کہ آپ ﷺ کے رفقاء صرف تین سو تیرہ (۳۱۳) اور وہ بھی اکثر غیر مسلح ہیں اور مقابلہ پر تقریباً ایک ہزار جوانوں کا مسلح لشکر ہے تو اللہ جلّ شانہٗ کی بارگاہ میں نصرت و امداد کی دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ آپ ﷺ دُعا مانگتے تھے اور صحابہؓ کرام آپ ﷺ کے ساتھ آمین کہتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے آنحضرت ﷺ کی دُعا کے یہ کلمات نقل فرمائے ہیں:

یا اللہ! مجھ سے جو وعدہ آپ نے فرمایا ہے، اس کو جلدی پورا فرما

خدام اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

www.khudamahlesunat.com

دے۔ یا اللہ! اگر یہ تھوڑی سی جماعت مسلمین فنا ہوگئی تو پھر زمین میں کوئی تیری عبادت کرنے والا باقی نہیں رہے گا (کیوں کہ ساری زمین کفر و شرک سے بھری ہوئی ہے۔ یہی چند مسلمان ہیں جو صحیح عبادت بجالاتے ہیں)۔ (تفسیر معارف القرآن ج۴ سورۃ الانفال)

رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی دُعا قبول ہوئی اور غازیانِ بدر کو ایک تاریخی عظیم الشان فتح نصیب ہوئی۔ اس دُعائے نبویؐ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عالم اسباب میں یہ غازیانِ بدر حق تعالیٰ کی توحید کی بقا کا واحد سبب تھے۔ دین و شریعت کے تحفظ اور غلبہ کے لئے بطور جارحہ الٰہی تھے۔ اور انہی کی قربانیوں کی وجہ سے آج ہم کو اسلام اور قرآن کی نعمت نصیب ہوئی ہے۔ یہ جماعت صحابہؓ اور خصوصاً اصحابِؓ بدر قیامت تک کی اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے لئے عظیم محسن ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ پھر کتنے بدبخت اور شقی ہیں وہ لوگ جو اصحابِؓ بدر اور جماعت صحابہؓ کی اکثریت پر کفر و نفاق کا بہتان تراشتے ہیں۔

(۲) اصحابِؓ بدر کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کے حق میں یہ ارشاد فرمایا:

لَعَلَّ اللّٰهَ اِطَّلَعَ اِلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةَ (بخاری شریف باب فضل من شهد بدرًا)

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف نظر فرمائی اور یہ فرمایا کہ

www.khudamahlesunat.com

جو چاہے کرو، جنت تمہارے لیے واجب ہو چکی۔

لیکن ''جو چاہے کرو'' سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اگر گناہ بھی کریں تو پھر بھی یقیناً جنتی ہوں گے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس درجے کا اخلاص وتقویٰ عطا فرمایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں گے ہی نہیں۔ اگر چہ وہ معصوم نہیں لیکن حق تعالیٰ کے خصوصی فضل سے وہ محفوظ ہو چکے ہیں۔

اور اس قسم کے الفاظ قرآن حکیم میں اہل جنت کے لئے فرمائے گئے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

وَ لَکُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْۤ اَنْفُسُكُمْ (سورۃ آیت)

ترجمہ: تم کو جنت میں وہ سب کچھ ملے گا جو تم چاہو گے۔

اور جنت میں اہل جنت تو کسی ایسی چیز کی خواہش ہی نہیں کریں گے جو ناجائز اور قبیح ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ گو اصحابِؓ بدر اس دُنیا میں زندگی گزار رہے تھے لیکن وہ زمین پر بھی چلتے پھرتے جنتی لوگ تھے۔

حدیث میں آتا ہے کہ جو ملائکہ بدر میں صحابہؓ کرام کی نصرت کے لئے نازل ہوئے ہیں اور انہوں نے صحابہؓ کے ساتھ کفار سے جنگ کی ہے، وہ ان ملائکہ سے افضل ہیں جن کو یہ خصوصیت نصیب نہیں ہوئی۔ اسی طرح اصحابِؓ بدر بھی دوسرے صحابہؓ کرام سے افضل ہیں۔

www.khudamahlesunat.com

بعض اہم مباحث

مشت خاک کا پھینکنا معجزہ تھا (ا) قرآن مجید میں ہے:

وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی (الانفال آیت ۱۷)

ترجمہ: اور آپ (ﷺ) نے نہیں پھینکی جب آپ نے پھینکی لیکن اللہ نے پھینکی۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مشت خاک (خاک سے مٹھی بھر کر) تین مرتبہ "شاهت الوجوه" (یعنی دشمن کے چہرے خراب ہوئے) کہہ کر لشکر کفار کی طرف پھینکی تو قدرتِ خداوندی سے خاک کے ذرّات کفار کے ناک اور آنکھوں میں اس طرح پڑے کہ وہ سراسیمہ ہو کر بھاگنے لگے۔ آج کل کی اصطلاح میں گویا کہ یہ خدائی آنسو گیس تھی۔ یہ بھی آنحضرت ﷺ کا ایک معجزہ تھا۔ لیکن بانی جماعت اسلامی ابو الاعلیٰ مودودی صاحب اس کو بطورِ معجزہ تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"معرکہ بدر میں جب مسلمانوں اور کفار کے لشکر ایک دوسرے کے مقابل ہوئے اور عام زد و خورد کا موقع آ گیا تو حضور نے مٹھی بھر ریت ہاتھ میں لے کر شاہت الوجوہ کہتے ہوئے کفار کی طرف پھینکی اور اس کے ساتھ ہی آپ کے اشارے سے مسلمان یکبارگی کفار پر حملہ آور ہوئے۔ اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔"

(تفہیم القرآن سورۃ الانفال ص ۱۳۶ طبع نہم مئی ۱۹۷۵ء)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک جو ریت کی مٹھی پھینکی تھی، اس سے آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو کفار پر حملہ کرنے کے لئے ایک اشارہ کیا تھا۔ اور اسی بنا پر انہوں نے مشت خاک پھینکنے کی تاثیر کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ مشت خاک کا پھینکنا اور پھر اس کے اثر سے کفار کا سراسیمہ ہو جانا محض حق تعالیٰ کی طرف سے اظہارِ قدرت کا ایک نشان تھا۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ کے بارے میں "اِذْ رَمَیْتَ" (جب آپ ﷺ نے مٹی پھینکی) کے ساتھ "مَا رَمَیْتَ" اور "وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی" بھی فرمایا گیا ہے۔ یعنی مشت خاک کا جو اثر ہوا وہ عالم اسباب سے بالا تر ایک معجزانہ عمل تھا کہ خاک کے ذرّوں میں حق تعالیٰ نے ایک طاقت بھر دی جیسا کہ ابرہہ کے ہاتھیوں کے لشکر کو اللہ تعالیٰ نے ابابیل کے پنجوں میں جو سنگریزے تھے، ان ہی سے ہلاک کر دیا اور یہ کام "کُن" کی قدرت رکھنے والے خالق کائنات ہی کر سکتا ہے۔

(۲) مودودی صاحب تو سوائے قرآن کے حضور خاتم النّبیین ﷺ کے کسی معجزہ کو دلیل نبوت تسلیم ہی نہیں کرتے۔ چنانچہ اپنے ماہنامہ ترجمان القرآن مارچ ۱۹۵۶ء میں لکھتے ہیں:

"قرآن مجید میں یہ بات متعدد مقامات پر بیان ہوئی ہے کہ کفار نبی ﷺ سے معجزے کا مطالبہ کرتے تھے اور اس مطالبے کا جواب بھی قرآن میں کئی جگہ دیا گیا ہے۔ ان سب مقامات پر نگاہ ڈالنے سے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید

معلوم ہو جاتا ہے کہ نبی ﷺ کو قرآن کے سوا کوئی معجزہ دلیل نبوت کے طور پر نہیں دیا گیا۔ یہ مطلق معجزے کی نفی نہیں ہے بلکہ ایسے معجزے کی نفی ہے جس کو اللہ اور اس کے رسولؐ نے نبوت کی علامت اور دلیل کی حیثیت سے پیش کیا ہو اور جسے دیکھ لینے کے بعد انکار کرنے سے عذاب لازم آتا ہو۔''

(بحوالہ رسائل و مسائل، حصہ سوم، ص ۱۴۵، اشاعت اوّل)

مودودی صاحب کا یہ نظریہ بالکل غلط ہے کیوں کہ جب وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن کے علاوہ بھی نبی کریم ﷺ کو معجزات دیے گئے ہیں اور معجزہ اس فعل کو کہتے ہیں جو اسباب سے بالاتر محض قدرتِ خداوندی سے کسی نبی علیہ السلام سے ظاہر ہو۔ مثلاً شق القمر، معراج شریف، مسجد نبوی کا استدحنانہ جس میں خشک ستون سے رونے کی آواز آئی اور اس نے انسانوں کی طرح آنحضرت ﷺ سے باتیں کیں تو جس شخص نے بھی یہ معجزات دیکھے یا آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے سُنے (مثلاً معجزہ معراج) تو اس کے لئے وہ مستقل طور پر آنحضرت ﷺ کی نبوت کی دلیل بن گئے اور ثابت ہوا کہ جو افعال آپ ﷺ سے ظاہر ہوئے، وہ مخلوق کی قدرت سے بالا ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی نبوت کی صداقت کے لئے ہی ظاہر فرمائے ہیں۔

(۲) جس معجزہ کے دیکھنے کے بعد منکرین پر عذاب آتا ہے وہ ایسے

www.khudamahlesunat.com

فرمائشی معجزات ہوتے ہیں جن کا کفار کی طرف سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔

(۳) اگر مودودی صاحب کے نزدیک دلیل نبوت صرف وہی معجزہ ہے جس کے انکار پر عذابِ الٰہی لازم آتا ہے تو پھر معجزۂ قرآن کے انکار پر عذاب لازم ہونا چاہیے تھا۔ کیوں کہ آپ قرآن کو تو دلیل نبوت کے طور پر معجزہ مانتے ہیں اور اس پر قرآن میں چیلنج بھی کیا گیا ہے۔ حالانکہ محض انکارِ قرآن کی وجہ سے کسی پر عذاب نہیں آیا۔ چنانچہ صدیوں سے تمام غیر مسلم قرآن کو کلامِ الٰہی نہیں مانتے لیکن ان پر کوئی عذاب نہیں آیا، نہ ماضی میں نہ زمانہ حال میں۔ مزید تفصیل کے لئے میری کتاب ''مودودی مذہب'' کا مطالعہ فرمائیے۔

فرشتوں نے قتال میں حصہ نہیں لیا (مودودی کا غلط نظریہ)

سورۃ انفال آیت ۱۲ میں ہے:

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّکَ اِلَی الْمَلَائِکَةِ اَنِّیْ مَعَکُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ کَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَ اضْرِبُوْا مِنْهُمْ کُلَّ بَنَانٍ ۝

مودودی صاحب نے اس آیت کا حسب ذیل ترجمہ لکھا ہے:

اور وہ وقت جب کہ تمہارا ربّ فرشتوں کو اشارہ کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں، تم اہل ایمان کو ثابت قدم رکھو۔ میں ابھی ان کافروں کے دلوں میں رُعب ڈالے دیتا ہوں۔ پس تم ان کی

www.khudamahlesunat.com

گردنوں پر ضرب اور جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ۔

اس آیت کی تفسیر میں مودودی صاحب لکھتے ہیں:

جو اصولی باتیں ہم کو قرآن کے ذریعہ سے معلوم ہیں، ان کی بنا پر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ فرشتوں سے قتال میں یہ کام نہیں لیا گیا ہوگا کہ وہ خود حرب وضرب کا کام کریں بلکہ شاید اس کی صورت یہ ہوگی کہ کفار پر جو ضرب مسلمان لگائیں وہ فرشتوں کی مدد سے ٹھیک بیٹھے اور کاری لگے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (تفسیر تفہیم القرآن ج ۲ سورۃ انفال طبع نہم مئی ۱۹۷۵ء)

تبصرہ مودودی صاحب کا یہ نظریہ کہ فرشتوں نے خود جنگ نہیں کی بالکل غلط ہے اور امر خداوندی کے خلاف ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو خود حکم دیا تھا کہ تم ان (کافروں) کی گردن پر ضرب اور جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ (ترجمہ مودودی)۔ اب دو ہی صورتیں ہیں کہ:

(۱) فرشتوں نے حکم خداوندی پر عمل کیا ہو اور براہِ راست انہوں نے کفار سے صحابہؓ کی طرح جنگ کی ہو۔

(۲) کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے باوجود انہوں نے خود جنگ نہیں کی۔

پہلی صورت میں فرشتے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار ثابت ہوتے ہیں اور ان کی عصمت کا عقیدہ صحیح ثابت ہوتا ہے۔ کیوں کہ فرشتے معصوم ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ خود ان کے متعلق ربّ العالمین نے فرمایا ہے:

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

لَا یَعۡصُوۡنَ اللّٰہَ مَا اَمَرَھُمۡ وَ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ ○

(سورۃ التحریم آیت ٦)

ترجمہ: جو خدا کی (ذرا) نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو ان کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اس کو (فوراً) بجا لاتے ہیں۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اس کی تفسیر میں حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

یہاں عصیان سے مراد عصیان بالقلب ہے جو مقابل اطاعت کا ہے کہ وہ بھی بالقلب ہے۔یعنی نہ دِل میں خیال نافرمانی کا ہوتا ہے نہ فعلاً خلاف کرتے ہیں۔ یا یوں کہا جائے کہ بایں معنی نافرمانی بھی نہیں کرتے کہ کہے ہوئے کے خلاف کریں اور سُستی اور دیر بھی نہیں کرتے۔ (تفسیر بیان القرآن)

علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی نہ حکم الٰہی کی خلاف ورزی کرتے ہیں نہ اس کے احکام بجا لانے میں سستی اور دیر ہوتی ہے، نہ امتثالِ حکم سے عاجز ہیں۔

امام قرطبیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

وَ قَدۡ تَقَدَّمَ فِیۡ اٰلِ عِمۡرَانَ اَنَّ الۡمَلَائِکَۃَ قَاتَلَتۡ ذٰلِکَ الۡیَوۡمَ (تفسیر قرطبی ج ۷ مطبوعہ قاہرہ)

ترجمہ: اور سورۃ آل عمران میں گزر چکا ہے کہ ملائکہ (فرشتوں) نے

اس دِن قتال کیا ہے۔

اس آیت کے تحت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں:

تم (یعنی فرشتو!) مسلمانوں کے ساتھ ہو کر ان ظالموں کی گردنیں مارو اور پور پور کاٹ ڈالو۔ کیوں کہ آج ان سب جنّی و انسی کافروں نے مل کر خدا اور رسول سے مقابلہ کی ٹھہرائی ہے۔ سو انہیں معلوم ہو جائے کہ خدا کے مخالفوں کو کیسی سخت سزا ملتی ہے۔ آخرت میں جو سزا ملے گی اصل تو وہ ہی ہے لیکن دُنیا میں بھی اس کا تھوڑا سا نمونہ دیکھ لیں اور عذابِ الٰہی کا مزہ چکھ لیں۔ روایات میں ہے کہ بدر میں ملائکہ کو لوگ آنکھوں سے دیکھتے تھے اور ان کے مارے ہوئے کفار کو آدمیوں کے قتل کیے ہوئے کفار سے الگ شناخت کرتے تھے۔ الخ

علاوہ ازیں خود مودودی صاحب ملائکہ کے بارے میں سورۃ التحریم کی آیت ۶ کا ترجمہ کرتے ہیں:

جو کبھی اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم بھی انہیں دیا جاتا ہے، اسے بجالاتے ہیں۔

پھر اس کی تفسیر میں بھی لکھتے ہیں:

یعنی ان کو جو سزا بھی کسی مجرم پر نافذ کرنے کا حکم دیا جائے گا، اسے جوں کا توں نافذ کریں گے اور ذرا رحم نہ کھائیں گے۔

(تفہیم القرآن ج۶ سورۃ التحریم)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جب مودودی صاحب نے ملائکہ کے متعلق آیت مذکورہ کی تفسیر میں یہ اعتراف کرلیا ہے کہ ان کو جس مجرم کے لئے جس سزا کا حکم دیا جاتا ہے، اس میں وہ کوتاہی نہیں کرتے تو پھر غزوۂ بدر میں نازل ہونے والے فرشتوں کو جو سورۃ الانفال کی یہ زیر بحث آیت میں کفار کی گردنوں کو اُڑانے وغیرہ کا حکم دیا ہے اور یہ بھی بطور سزا کے ہے تو ان فرشتوں کے جنگ وقتال کرنے کے بارے میں مودودی صاحب کو کیا اشکال پیش آ گیا کہ اللہ تعالیٰ کے صریح حکم کے باوجود انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ اور انہوں نے خود قتال میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ اور مودودی صاحب یہ بھی عجیب بات لکھ رہے ہیں کہ:

شاید اس کی صورت یہ ہوگی کہ کفار پر جو ضرب مسلمان لگائیں وہ فرشتوں کی مدد سے ٹھیک بیٹھے اور کاری لگے۔ حالانکہ یہ مطلب تو حکم خدا وندی "فَثَبِّتُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا" کے تحت بھی حاصل ہو جاتا ہے کہ فرشتے غازیانِ بدر کے دلوں میں اطمینان پیدا کریں اور وہ بلاخوف پوری طرح مطمئن ہو کر دشمن پر کاری ضرب لگائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کیوں کر ہوگی کہ "تم ان کی گردنوں پر ضرب اور جوڑ جوڑ پر چوٹ لگاؤ" (ترجمہ مودودی)۔ اللہ تعالیٰ تو فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ تم کافروں کی گردن پر مارو، لیکن وہ کہتے ہیں کہ ہم خود تو ایسا نہیں کرتے، ہاں! مسلمانوں کے ہاتھوں سے ان کی گردنوں کو کٹوا دیں گے۔ کیا اسی کا نام

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

تفہیم القرآن ہے، جس کے لئے مودودی صاحب نے چھ جلدوں میں ایک ضخیم تفسیر لکھی ہے۔

(۲) مودودی صاحب نے قرآن کی جن اصولی باتوں کی وجہ سے ملائکہ کو اللہ تعالیٰ کا نافرمان قرار دیا ہے، کاش کہ وہ اصولی باتیں ظاہر بھی کر دیتے تا کہ قرآن فہمی میں زیادہ مدد مل سکے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ فرشتوں کو براہِ راست کفار کے ساتھ جنگ کرنے میں مودودی صاحب کو کیا اشکال پیش آتا ہے کہ وہ تاویل باطل کے ذریعہ قرآن کی معنوی تحریف کر رہے ہیں۔ اگر مودودی صاحب یہ کہہ دیتے کہ "فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ" کا حکم فرشتوں کو نہیں بلکہ غازیانِ بدر کو دیا گیا ہے تو یہ دوسرا پہلو تھا۔ لیکن وہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حکم خداوندی تو فرشتوں کو ہی ہے لیکن اس کے باوجود فرشتوں نے اس پر عمل نہیں کیا اور یہ توجیہہ اس ارشادِ خداوندی کے کھلم کھلا خلاف ہے، جس میں فرمایا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور وہ وہی کام کرتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو حکم ہوتا ہے۔

کربلا کے فرشتے شیعوں کے نزدیک بھی فرشتے اللہ کے حکم پر پورا نہیں اترتے۔ چنانچہ فضائل محرم کے سلسلے میں امام رضا سے یہ روایت منقول ہے کہ:

اگر تو کسی چیز پر گریہ کرتا ہے پس امام حسین پر گریہ کر کہ ان کا مثل

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

www.khudamahlesunat.com

گوسفند (بھیڑ) سر جُدا کیا گیا اور ان کے اٹھارہ عزیزوں کو اہل بیت سے ان کے ہمراہ شہید کیا کہ جو ان میں سے اپنا مثل و مانند زمین پر نہ رکھتے تھے اور بتحقیق کہ شہادت امام حسین پر آسمانہائے ہفت گانہ اور زمین نے گریہ کیا اور چار ہزار فرشتے آسمان سے نصرت حسین کے لئے زمین پر آئے اور جب زمین پر پہنچے حضرت شہید ہو چکے تھے۔ اب وہ فرشتے سر برہنہ ہمیشہ گرد آلود قبر امام حسین پاس ہیں تاوقتیکہ حضرت قائم ظاہر ہوں۔ پس وہ فرشتے یاوران امام حسین سے ہوں گے اور وقت رجعت شعار ان کا یہ ہوگا ...... یا ثار الحسین یعنی اے طلب کنندگان خون حسین ...... الخ۔

(جلاء العیون ج ۲ مترجم ص ۸۳ طبع دوم ناشر شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور)

اور صفحہ ۸۷ پر یہ روایت ہے کہ:

اور ملائکہ جو قبر امام حسین پر روتے ہیں، ان کے رونے سے مرغان ہوا اور جو کچھ ہوا اور آسمانوں میں ہے مثل ملائکہ وغیرہ گریاں ہوتے ہیں اور جب شمر ملعون نے امام حسین کو شہید کیا جہنم نے ایک ایسا نعرہ مارا کہ قریب تھا کہ زمین کو شگاف کردے ...... الخ۔

تبصرہ مندرجہ روایت سے ثابت ہوا کہ چار ہزار فرشتے جو امام حسین کی مدد کے لئے آئے تھے، بروقت نہ پہنچ سکے اور ان کے آنے سے پہلے ہی امام حسینؓ شہید ہو گئے۔ اب وہ امام مہدی کے ظہور تک قبر پر ماتم

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کرتے رہیں گے۔ روایت تو وضع کی گئی ہے ماتم کی فضیلت کے لیے لیکن دوسرے پہلو کو نظر انداز کر دیا کہ اس سے بھی یہ لازم آتا ہے کہ یہ فرشتے بھی اللہ کے حکم کی تعمیل نہ کر سکے۔ آخر آئے تو ہوں گے خدا کی اجازت سے لیکن وہ اتنے سُست تھے کہ لیٹ پہنچے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ایسے فرشتے جب امام حسینؑ کی مدد نہ کر سکے تو وہ امام مہدی کی مدد میں بھی کیا کوتاہی نہیں کر سکتے۔ اور امام مہدی کے متعلق اہل تشیع کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ:

وقتیکہ قائم علیہ السلام ظاہر می شود پیش از کفار ابتدا بہ سنیاں خواہد کرد با علمائے ایشاں و ایشاں را خواہد کشت

(حق الیقین طبع ایران ص ۵۲۷ مولفہ شیعہ رئیس المحدثین باقر مجلسی)

ترجمہ: جس وقت قائم (یعنی امام مہدی) ظاہر ہوں گے، کافروں سے پہلے وہ سنیوں سے ابتدا کریں گے اور ان کو علماء سمیت قتل کریں گے۔

عقیدہ تو دراصل شیعوں کا شیعوں کے بارے میں یہ ہے لیکن بظاہر وہ اہل السنّت والجماعت کو اتحاد اتحاد کی دعوت دیتے ہیں اور بعض اہلسنّت بھی ان کے دام تزویر میں آ جاتے ہیں۔ چنانچہ پروفیسر طاہر القادری کا بھی یہی حال ہے۔ عبرت! عبرت! عبرت!

قافلہ مقصود تھا یا لشکر قریش یہ ایک معرکۃ الآرا بحث ہے کہ

www.khudamahlesunat.com

آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ سے قافلۂ قریش پر حملہ کرنے کے لئے نکلے تھے یا لشکرِ قریش کا مقابلہ مقصود تھا۔ جمہور مؤرخین محدثین اور اصحابِ سیَر کا یہ نظریہ ہے کہ مدینہ منورہ سے تو حضور ﷺ ابوسفیان کے تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے نکلے تھے لیکن قافلہ یہ اطلاع پا کر دوسرے راستہ سے نکل گیا اور لشکرِ قریش جو قافلہ کے تحفظ کے لئے مکہ سے چلا تھا، بدر کے مقام پر ان سے مقابلہ ہو گیا۔ لیکن علامہ شبلی نعمانیؒ کا یہ نظریہ ہے کہ آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ سے ہی لشکرِ قریش کے مقابلہ کے لئے نکلے تھے۔ اور ابوالاعلیٰ مودودی صاحب نے بھی اسی نظریہ کی تائید کی ہے۔

مولانا شبلی نعمانی مرحوم نے اپنے اس موقف کی تائید میں حسب ذیل دلائل پیش کئے ہیں:

(۱) كَمَا اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ يُجَادِلُوْنَكَ بِالْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ O

ترجمہ: جس طرح تجھ کو تیرے خدا نے تیرے گھر سے حق پر نکالا در آنحالیکہ مسلمانوں کا ایک گروہ اس کو پسند نہیں کرتا تھا۔ یہ لوگ حق کے ظاہر ہوئے پیچھے حق بات میں جھگڑا کرتے تھے، گویا کہ موت کی طرف ہنکائے جا رہے ہیں۔ (الانفال آیت ٦)

ترکیب نحوی کی رو سے "وَ اِنَّ" میں جو واوٗ ہے حالیہ ہے، جس کے

www.khudamahlesunat.com

معنی ہیں کہ مسلمانوں کا ایک گروہ جو لڑائی سے جی چراتا ہے۔ یہ عین وہ موقع تھا جب آپ مدینہ سے نکل رہے تھے، نہ کہ مدینہ سے نکل کر جب آپ آگے بڑھے۔ کیوں کہ واؤ حالیہ کے لحاظ سے خروج میں البیت اور اس گروہ کے جی چرانے کا وقت اور زمانہ ایک ہی ہونا چاہیے۔الخ

(سیرت النبی حصہ اوّل)

الجواب علامہ شبلی نعمانی مرحوم کو یہاں غلط فہمی ہوئی ہے، جس کی بنا پر وہ مؤرخین اربابِ سِیَر اور محدثین کا رَد کرتے ہوئے اپنا یہ نظریہ پیش کر رہے ہیں کہ قرآن کا بیان ان تمام مؤرخین و محدثین وغیرہم کے خلاف ہے۔ اس سلسلے میں ہم یہاں شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو بہت جامع ہے۔ اور جس سے علامہ شبلی نعمانی یا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ **علامہ عثمانیؒ زیر بحث آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:**

جب مشرکین کا ظلم و تکبّر اور مسلمانوں کی مظلومیت اور بے کسی حد سے گزر گئی۔ ادھر اہل ایمان کے قلوب وطن و قوم و زن و فرزند، مال و دولت غرض ہر ایک ما سوی اللہ کے تعلق سے خالی اور پاک ہو کر محض خدا و رسول ﷺ کی محبت اور دولت توحید و اخلاص سے ایسے بھرپور ہو گئے کہ گویا غیر اللہ کی ان میں گنجائش ہی نہ رہی، تب ان مظلوموں کو جو تیرہ برس سے برابر کفار کے ہر قسم کے حملے سہ رہے

www.khudamahlesunat.com

تھے اور وطن چھوڑنے پر بھی امن حاصل نہ کر سکے تھے، ظالموں سے لڑنے اور بدلہ لینے کی اجازت دی گئی:

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ۙ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ (پ۱۷ سورۃ الحج ع ۶ آیت ۴۰)

حکم ہوا ان لوگوں کو جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ وہ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور دعویٰ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا ربّ اللہ ہے۔ (ترجمہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن اسیر مالٹا)

مکہ کا ادب مانع تھا کہ مسلمان ابتداً وہاں چڑھ کر جائیں۔ اس لیے ہجرت کے بعد تقریباً ڈیڑھ سال تک لائحہ عمل یہ رہا کہ مشرکین مکہ کے تجارتی سلسلوں کو جو شام و یمن وغیرہ سے قائم تھے، شکست دے کر ظالموں کی اقتصادی حالت کمزور اور مسلمانوں کی مالی پوزیشن مضبوط کی جائے۔ ہجرت کے پہلے سال ابواء، بواط، عشیرہ وغیرہ چھوٹے چھوٹے غزوات و سرایا جن کی تفصیل کتب حدیث و سیر میں ہے، اس سلسلے میں وقوع پذیر ہوئے۔ ۲ھ میں آپ کو معلوم ہوا کہ ایک بھاری تجارتی مہم ابوسفیانؓ کی سرکردگی میں شام کو روانہ ہوئی ہے۔ ابوسفیانؓ کا یہ تجارتی قافلہ جس کے ساتھ تقریباً ساٹھ قریشی،

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

www.khudamahlesunat.com

ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار دینار کا مال تھا، جب شام سے مکہ کو روانہ ہوا تو نبی کریم ﷺ کو خبر پہنچی۔ صحیح مسلم کی ایک روایت کے موافق آپ ﷺ نے صحابہؓ سے مشورہ لیا کہ آیا اس جماعت سے تعرض کیا جائے۔ طبری کے بیان کے موافق بہت سے لوگوں نے اس مہم میں جانے سے پہلو تہی کی کیوں کہ انہیں کسی بڑی جنگ کا خطرہ نہ تھا جس کے لیے بڑا اجتماع و اہتمام کیا جائے۔ دوسرے انصار کی نسبت عموماً یہ خیال بھی کیا جاتا تھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نصرت وحمایت کا معاہدہ صرف اس صورت میں کیا ہے کہ کوئی قوم مدینہ پر چڑھائی کرے یا آپ پر حملہ آور ہو۔ ابتداً اقدام کر کے جانا خواہ کسی صورت میں ہو ان کے معاہدہ میں شامل نہ تھا۔ مجمع کا یہ رنگ دیکھ کر ابوبکرؓ و عمرؓ اور رئیس انصار سعدؓ بن عبادہ نے حوصلہ افزا تقریریں کیں۔ آخر حضور ﷺ تین سو سے کچھ زائد آدمیوں کی جمعیت لے کر قافلے کی طرف روانہ ہو گئے۔ چونکہ کسی بڑے مسلح لشکر سے مڈبھیڑ ہونے کی توقع نہ تھی، اس لیے جمعیۃ اور سامان اسلحہ وغیرہ کا زیادہ اہتمام نہیں کیا گیا۔ فی الوقت جو لوگ اکٹھے ہو گئے، سرسری سامان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اس لئے بخاری کی روایت میں حضرت کعبؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ جو لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے ان پر کوئی عتاب نہیں ہوا۔ کیوں کہ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

حضورﷺ صرف تجارتی مہم کے ارادہ سے نکلے تھے۔ اتفاقاً خدا نے باقاعدہ جنگ کی صورت پیدا فرما دی۔ ابوسفیانؓ کو آپ کے ارادے کا پتہ چل گیا۔ اس نے فوراً مکہ آدمی بھیجا۔ وہاں تقریباً ایک ہزار کا لشکر جس میں قریش کے بڑے بڑے سردار تھے، پورے ساز و سامان کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ حضورﷺ مقام صفراء میں تھے، جب معلوم ہوا کہ ابوجہل وغیرہ بڑے بڑے ائمۃ الکفر کی کمانڈ میں مشرکین کا لشکر یلغار کرتا چلا آ رہا ہے۔ اس غیر متوقع صورت کے پیش آ جانے پر آپﷺ نے صحابہؓ کو اطلاع کی کہ اس وقت دو جماعتیں تمہارے سامنے ہیں: تجارتی قافلہ اور فوجی لشکر۔ خدا کا وعدہ ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک پر تم کو مسلط کرے گا۔ تم بتلاؤ کہ کس جماعت کی طرف بڑھنا چاہتے ہو۔ چونکہ اس لشکر کے مقابلہ میں تیاری کر کے نہ آئے تھے، اس لیے اپنی تعداد اور سامان وغیرہ کی قلت کو دیکھتے ہوئے بعض لوگوں کی رائے یہ ہوئی کہ تجارتی قافلہ پر حملہ کرنا زیادہ مفید اور آسان ہے، مگر حضورﷺ اس رائے سے خوش نہ تھے۔ حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ اور مقدادؓ بن الاسود نے ولولہ انگیز جوابات دیے اور اخیر میں حضرت سعدؓ بن معاذ کی تقریر کے بعد یہی فیصلہ ہوا کہ فوجی مہم کے مقابلہ پر جوہر شجاعت دکھلائے جائیں۔ چنانچہ مقام بدر میں دونوں فوجیں بھڑ گئیں۔ حق تعالیٰ نے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

www.khudamahlesunat.com

مسلمانوں کو فتح عظیم عطا فرمائی۔ کافروں کے ستر (۷۰) بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ستر (۷۰) قید ہوئے۔ اس طرح کفر کا زور ٹوٹا۔ اس سورۃ میں عموماً اس واقعہ کے اجزاء و متعلقات کا بیان ہوا ہے۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس سفر میں حضور ﷺ شروع ہی سے فوجی لشکر کے مقابلہ میں نکلے تھے، جو مدینہ پر از خود اقدام کرتا ہوا چلا آ رہا تھا، تجارتی قافلہ پر حملہ کرنے کی نیت آپ نے اوّل سے آخر تک کسی وقت نہیں کی، وہ فی الحقیقت اپنے ایک خود ساختہ اصول پر تمام ذخیرۂ حدیث و سِیَر و اشارات قرآنیہ کو قربان کرنا چاہتے ہیں۔ یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ کفار محاربین جن کی دستبرد سے مسلمانوں کی جان و مال کوئی چیز نہ بچی اور نہ آئندہ بچنے کی توقع تھی، ان کو جانی و بدنی نقصان پہنچانا تو جائز سمجھا جائے، لیکن تجارتی اور مالی نقصان پہنچانا خلافِ تہذیب و انسانیت ہو۔ یعنی ان کی جانیں تو ظلم و شرارت اور کفر و طغیان کی بدولت محفوظ نہیں رہیں مگر اموال بدستور محفوظ ہیں۔ گویا زندگی کے حق سے محروم ہو جائیں تو ہو جائیں پر سامانِ زندگی سے محروم نہ ہوں۔ اِن هٰذا لشیء عجاب۔ باقی یہ دعویٰ کہ جو لوگ حملہ آور نہ ہوتے ہوں، ان پر مسلمانوں کو از خود حملہ کرنا جائز نہیں۔ کیوں کہ "وَ قَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ" (یعنی اللہ کی راہ پر ان

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

لوگوں سے قتال کرو جو تم سے لڑتے ہیں) کے خلاف ہو گا۔ قطع نظر اس کے کہ یہ مسئلہ موجودہ واقعہ سے بے تعلق ہے۔ کیوں کہ کفار مکہ پہلے ہر قسم کے مظالم اور حملے مسلمانوں پر کر چکے تھے اور آئندہ کے لئے باقاعدہ دھمکیاں دے رہے تھے۔ بلکہ اس بارے میں ان کی سازشیں اور مراسلین جاری تھیں، فی نفسہٖ بھی صحیح نہیں۔ کیوں کہ یہ آیت ابتداء ہجرت میں اُتری تھی جس کے بعد دوسری آیات جن میں مطلق قتال کا حکم ہے، نازل ہوئیں۔ پھر یہ بھی قابل غور ہے کہ اتنا کہنے سے حملہ آوروں کی مدافعت کرو۔ یہ لازم نہیں آتا کہ کسی حالت میں حملہ کرنے کی اجازت نہیں۔

(۲) اس سلسلے میں علامہ عثمانی لکھتے ہیں:

یعنی سوچو کہ اس جنگ (بدر) میں شروع سے آخر تک کس طرح حق تعالیٰ کی تحریک و تائید اور امداد و توفیق مسلمانوں کے حق میں کارفرما تھی۔ خدا ہی تھا جو نصرتِ دین اسلام کے حق (سچے) وعدے کر کے اپنے نبی کو ایک امرِ حق یعنی کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے مدینہ سے باہر بدر کے میدان میں اس وقت لے آیا جب کہ ایک جماعت مسلمانوں کی لشکر قریش سے نبرد آزمائی کرنے پر راضی نہ تھی۔ یہ لوگ ایسی سچی اور طے شدہ چیزیں پس و پیش کر رہے اور حجتیں نکال رہے تھے جس کی نسبت بذریعہ پیغمبر انہیں ظاہر ہو چکا تھا کہ وہ یقیناً

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

خدا کی فرمائی ہوئی اٹل بات ہے (یعنی اسلام و پیروانِ اسلام کا بذریعہ جہاد غالب ومنصور ہونا)۔ ابوجہل کے لشکر سے مقابلہ کرنا ان کواس قدر شاق وگراں تھا جیسے کسی شخص کو آنکھوں دیکھتے موت کے منہ میں جانا مشکل ہے۔ تاہم خدا اپنی توفیق سے ان کو میدان جنگ میں لے گیا اور اپنی امداد سے مظفر ومنصور واپس لایا۔ پس جیسے خدا ہی کی مدد سے از اوّل تا آخر یہ مہم سر ہوئی، مالِ غنیمت بھی اسی کا سمجھنا چاہیے۔ وہ اپنے پیغمبر کے ذریعے سے جہاں بتلائے وہاں خرچ کرو۔ (تنبیہ) "کَمَا اَخْرَجَکَ" کے کاف کو میں نے اپنی تقریر میں صرف تشبیہ کے لئے نہیں لیا بلکہ ابوحیان کی تحقیق کے موافق معنی تعلیل پر مشتمل رکھا ہے۔ جیسے "وَاذْکُرُوْہُ کَمَا هَدَاکُمْ" میں علماء نے تصریح کی ہے اور "اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْ بَیْتِکَ" اِلٰی آخرِ الایاتِ کے مضمون کو میں نے "اَلْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ" کا ایک سبب قرار دیا ہے۔ ابوحیانؒ کی طرح "اَعَزَّکَ اللّٰہُ" وغیرہ مقدر نہیں مانا۔ تقریر آیت میں صاحب روح المعانی کی تصریح کے موافق اشارہ کر دیا ہے کہ "اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْ بَیْتِکَ" میں صرف "اِنَّ خُرُوْجَ مِنَ الْبَیْتِ" مراد نہیں بلکہ خروج من البیت سے دخول فی الجھاد تک کا اور وسیع زمانہ مراد ہے، جس میں "وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکَارِهُوْنَ

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

یُجَادِلُوْنَکَ فِی الْحَقِّ" احوال کا وقوع ہوگا۔ ایک فریق کی کرامت تو عین خروج من المدینہ ہی کے وقت ظاہر ہوگئی جسے ہم صحیح مسلم اور طبری کے حوالہ سے سورۃ الانفال کے پہلے فائدہ میں بیان کر چکے ہیں اور مجادلہ کی صورت غالباً آگے چل کر لشکر کی اطلاع ملنے پر مقام صفراء میں پیش آئی۔ اس کے سمجھ لینے سے بعض مبطلین کے مغالطات کا استیصال ہو جائے گا۔

مولانا شبلی نعمانی مرحوم نے آیت "وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکَارِھُوْنَ" میں واوٴ حالیہ سے یہ ثابت کیا تھا کہ مسلمانوں کے ایک فریق کی جنگ کے پیش نظر ناگواری کا اظہار اس وقت ہوا جب کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر یا مدینہ منورہ سے نکل رہے تھے۔ اس کا جواب صاحب روح المعانی کے حوالہ سے یہ دیا ہے کہ واوٴ حالیہ کے تحت گھر سے نکلنے سے لے کر میدانِ جنگ تک کا سارا زمانہ مراد ہے۔ علاوہ ازیں یہ بھی ملحوظ رہے کہ الفاظ گو سخت ہیں کہ بعض مسلمان اس میں حضور ﷺ مجادلہ (جھگڑا) کر رہے تھے اور وہ جنگ کو اس طرح ناپسند کر رہے تھے گویا کہ وہ موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ یہاں اختلاف رائے کو اللہ تعالیٰ نے مجادلہ سے تعبیر فرمایا۔ جیسا کہ سورہ مجادلہ میں حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُکَ فِیْ زَوْجِهَا وَ تَشْتَکِیْ

www.khudamahlesunat.com

اِلَی اللّٰہِ وَ اللّٰہُ یَسۡمَعُ تَحَاوُرَکُمَا اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ O

بے شک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سُن لی جو آپ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑتی تھی اور اپنے رنج وغم کی اللہ تعالیٰ سے شکایت کرتی تھی اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو سُن رہا تھا اور اللہ تعالیٰ تو سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اللہ نے سُن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملے میں تم سے تکرار کر رہی ہے اور اللہ سے فریاد کیے جاتی ہے۔ اللہ تم دونوں کی گفتگو سُن رہا ہے۔ وہ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

(ترجمہ ابوالاعلیٰ مودودی)

یہ آیتیں اس سلسلے میں نازل ہوئی ہیں کہ ایک صحابی حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی حضرت خولہؓ سے یہ کہہ دیا: ”انت علی کظھر امی“ (تو میرے حق میں ایسی ہے جیسے میری ماں کی پشت (کہ مجھ پر حرام ہے)۔ زمانہ جاہلیت میں ان الفاظ سے ہمیشہ کے لئے عورت کا حرام ہونا مراد لیا جاتا تھا۔ حضرت خولہؓ نے دربارِ رسالت میں حاضر ہوکر مسئلہ دریافت کیا۔ دستور کے مطابق آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میری رائے میں تو اپنے شوہر پر حرام ہوگئی ہے۔ اس پر وہ سخت پریشان ہوئیں اور عرض کرنے لگیں کہ بڑھاپے میں مجھے ایسی طلاق ملی ہے۔ میں کہاں جاؤں؟ میرا اور میرے بچوں کا گزارہ کیسے ہوگا؟ وہ بار

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

بار عرض کرتی تھیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں اور اس مسئلہ ظہار کے متعلق یہ حکم دیا کہ ان الفاظ کے بعد شوہر کفارہ ادا کر دے تو پھر بدستور اس کو بیوی بنا سکتا ہے۔ صحابہؓ تو صحابہ ہیں، بعض انبیاء کرام علیہم السلام کی معمولی لغزشوں پر حق تعالیٰ نے سخت الفاظ میں تنبیہ فرمائی ہے۔ چنانچہ ابو البشر ابو الانبیاء حضرت آدم علیہ السلام نے بھول کر اس ممنوعہ درخت کا پھل کھا لیا تھا، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

فَنَسِیَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱۵)

پس بھول گیا (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) اور نہ پایا ہم نے واسطے اس کے قصد خلاف۔ (ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین دہلویؒ)

یعنی حضرت آدمؑ نے قصداً (جان بوجھ کر) پھل نہیں کھایا بلکہ بھول گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی اس لغزش کو ان الفاظ سے بیان فرمایا:

وَ عَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (طٰہٰ آیت ۱۲۱)

یہاں حضرت آدمؑ کو بظاہر معصیت اور غوایت کا مرتکب قرار دیا ہے حالانکہ یہ صورتاً معصیت ہے نہ کہ حقیقتاً۔ چنانچہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے اس کا ترجمہ یہ لکھا ہے:

اور آدم نے (نادانستہ) اپنے ربّ کا قصور کیا، پس وہ غلطی میں پڑ گیا۔

اور حضرت تھانویؒ کا ترجمہ یہ ہے:

اور آدم سے اپنے ربّ کا قصور ہو گیا، سو غلطی میں پڑ گئے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

لہٰذا سورۃ انفال کی زیر بحث آیت کا ”وَ اِنَّ فَرِیْقًا“ کے الفاظ سے مولانا شبلی مرحوم کا یہ نتیجہ نکالنا کہ لشکر قریش کے خوف سے ان بعض صحابہؓ کی یہ حالت ہوگئی تھی، صحیح نہیں۔ مہاجرین صحابہؓ ہوں یا انصار، وہ تو اپنے مال اور جانیں اپنے ربّ کے ہاں فروخت کر چکے تھے۔ انہیں اس طرح موت کا خوف کیوں کر دامن ہوسکتا تھا۔ حق تعالیٰ نے ان کے صدق و خلوص کے پیش نظر اس طرح اختلاف رائے کو بھی بُرا سمجھا اور سخت الفاظ سے ان کو تنبیہ فرمادی۔ ”حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنِ“ ابرار کے ہاں جو عمل نیکی کا ہوتا ہے وہی مقربین کے لئے ایک قسم کا گناہ قرار پا جاتا ہے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

(۲) علامہ شبلی مرحوم فرماتے ہیں کہ:

اگر صرف قافلۂ تجارت پر حملہ کرنا مقصود ہوتا تو یہ خوف، یہ اضطراب، یہ پہلو تہی کس بنا پر تھی؟ اس سے پہلے بارہا (بقول اربابِ سِیَر) قافلہ قریش پر حملہ کرنے کے لئے تھوڑے تھوڑے آدمی بھیج دیے گئے تھے اور کبھی ان کو ضرر نہیں پہنچا تھا۔ اس وقت اس قافلہ کا اتنا ڈر ہے کہ تین سو چیدہ اور منتخب فوج ہے اور پھر لوگ ڈر کے مارے سہمے جاتے ہیں۔ یہ قطعی دلیل ہے کہ مدینہ ہی میں خبر آ گئی تھی کہ قریش مکہ سے جمعیت عظیم لے کر مدینہ پر آ رہے ہیں۔

(سیرت النبی ج ۱ ص ۳۴۸)

www.khudamahlesunat.com

الجواب (۱) یہ تو کوئی قطعی دلیل نہیں بن سکتی۔ یہ مولانا نعمانی کا اپنا قیاس ہے۔ کسی روایت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ میں ہی صحابہ کرامؓ سے یہ فرمایا ہو کہ تمہارے سامنے دو گروہ ہیں: ایک قافلہ تجارت اور دوسرا لشکر قریش۔ ان میں سے تم کس کو انتخاب کرتے ہو؟

(۲) قبل ازیں سریہ بواط میں آنحضرت ﷺ نے دو سو صحابہؓ کو حملہ کے لئے بھیجا تھا۔ چنانچہ خود مولانا شبلی لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے اس سے پہلے قریش کے قافلوں پر حملہ کرنے کے جس قدر سرایا بھیجے ہیں اور جن میں بیس تیس سے لے کر سو سو دو دو سو کی جمعیت تھی، ان میں کبھی کسی انصاری کو نہیں بھیجا۔ اربابِ سیر اس امر کی یہ تصریح لکھتے ہیں اور اس تصریح کی اس لیے ضرورت سمجھتے ہیں کہ انصار نے بیعت کے وقت مدینہ سے باہر نکلنے کا اقرار نہیں کیا تھا۔ اس بنا پر اگر اس دفعہ بھی مدینہ سے نکلنے کے وقت صرف قافلہ تجارت پر حملہ کرنا مقصود ہوتا تو انصار ساتھ نہ ہوتے۔ حالانکہ اس واقعہ میں انصار کی تعداد مہاجرین سے زیادہ تھی۔ یعنی کل فوج ۳۰۵ تھی جن میں ۷۴ مہاجرین اور باقی سب انصار تھے (ص ۳۵۴)۔ لیکن انصار نے بیعت میں یہ بھی تو نہیں کہا تھا کہ مدینہ منورہ سے باہر ہم کسی دشمن کے مقابلہ میں آپ کا ساتھ نہیں

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

www.khudamahlesunat.com

دیں گے۔ علاوہ ازیں اس دفعہ چوں کہ آنحضرت ﷺ خود بھی تشریف لے جارہے تھے، اس لئے بتقاضائے محبت انصار بھی ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوگئے اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے لشکر قریش کے مقابلہ کے لئے صحابہ کرام ؓ سے مشورہ لیا تو سابقہ معاہدہ ذکر کر کے انصار کو دعوتِ جہاد نہیں دی۔

چنانچہ علامہ شبلی لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ کو ان حالات کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے صحابہ ؓ کو جمع کیا اور واقعہ کا اظہار فرمایا۔ حضرت ابوبکر ؓ وغیرہ نے جاں نثارانہ تقریریں کیں لیکن رسول اللہ ﷺ انصار کی طرف دیکھتے تھے۔ کیوں کہ انصار نے بیعت کے وقت صرف یہ اقرار کیا تھا کہ وہ اس وقت تلوار اُٹھائیں گے جب دشمن مدینہ پر چڑھ آئیں۔ حضرت سعد بن عبادہ (سردار خزرج) نے اُٹھ کر کہا: کیا حضور کا اشارہ ہماری طرف ہے؟ خدا کی قسم! آپ فرمائیں تو ہم سمندر میں کود پڑیں۔

یہاں روایت میں غلطی ہے۔ کیوں کہ تقریر حضرت سعد ؓ بن معاذ (سردار اوس) نے کی تھی نہ کہ حضرت سعد ؓ بن عبادہ نے۔ حضرت سعد بن عبادہ تو جنگ بدر میں شریک ہی نہ ہو سکے۔

اور حضرت سعد ؓ بن معاذ کا یہ کہنا کہ کیا حضور ﷺ کا اشارہ ہماری طرف ہے؟ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اشارتاً انصار کو

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مخاطب فرما رہے ہیں۔ حالانکہ اگر انصار کے سابقہ معاہدہ کا مطلب یہ ہوتا کہ انصار کسی مہم میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نہیں جائیں گے تو اس موقع پر حضور ﷺ بجائے اشارہ کے بصراحت یہ ارشاد فرماتے کہ اب لشکر قریش کے مقابلہ کے لئے ہم نے نکلنا ہے، کیا تم انصار اس میں ہمارا ساتھ دو گے؟ لہٰذا اگر انصار قافلہ قریش پر حملہ کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ کے ساتھ نکل پڑے تھے تو اس سے سابق معاہدہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۲) علامہ شبلی مرحوم احادیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قرآن مجید کے بعد احادیث نبوی کا درجہ ہے۔ احادیث کی متعدد کتابوں میں غزوۂ بدر کا مفصل و مجمل ذکر ہے لیکن حضرت کعب بن مالک والی حدیث کے سوا اور کسی حدیث میں یہ واقعہ میری نظر سے نہیں گزرا کہ آنحضرت ﷺ بدر میں قریش کے قافلۂ تجارت کے لوٹنے کے لیے نکلے تھے۔ حضرت کعبؓ کی حدیث یہ ہے:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَعْبٌ لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةٍ غَذَاهَا اِلَّا غَزْوَةَ تَبُوْك غَيْرَ اَنِّي تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَ لَمْ يُعَاتَبْ اَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهَا اِنَّمَا خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ يُرِيْدُ غَيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ

ترجمہ: کعب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر کسی غزوہ سے پیچھے نہیں رہا بجز غزوۂ تبوک کے۔ اور ہاں غزوۂ بدر میں بھی شریک نہ تھا اور جو اس میں شریک نہ ہوا، اس پر کوئی عتاب نہیں ہوا۔ کیوں کہ آنحضرت ﷺ قریش کے قافلہ کے لیے نکلے تھے کہ خدا نے دونوں فریق کو اچانک مقابل کر دیا۔ (سیرت النبی ج ۱ طبع پنجم ص ۳۵۰)

تبصرہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی یہ روایت صحیح بخاری کتاب المغازی قصہ غزوۂ بدر میں ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ مولانا شبلی مرحوم نے روایت تو نقل کر دی لیکن بخاری کا حوالہ نہیں دیا۔ اس روایت میں تصریح ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ سے قافلہ قریش پر حملہ کرنے کے لئے نکلے تھے۔ علامہ شبلی فرماتے ہیں کہ قافلہ قریش کے متعلق صرف یہ ایک روایت ہے۔ ٹھیک ہے لیکن یہ روایت امام بخاریؒ نے درج کی ہے اور اس میں قافلہ قریش کے بارے میں تصریح ہے، لیکن مدینہ منورہ سے ہی لشکر قریش کے لیے آنحضرت ﷺ کے نکلنے کی تصریح تو کسی ایک روایت میں بھی نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کے اشارات اور بخاری کی حدیث مذکور سے ہی جمہور مؤرخین، اہل سیر مفسرین اور محدثین نے یہ موقف قائم کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا مقصود قریش پر حملہ کر کے ان کی مالی پوزیشن کو کمزور کرنا تھا۔

(۴) علامہ شبلی نے اپنی تائید میں صحیح مسلم کی ایک روایت پیش کی۔

www.khudamahlesunat.com

چنانچہ لکھتے ہیں:

اس (روایت بخاری) کے خلاف حضرت انسؓ کی حدیث ہے جو صحیح مسلم میں ہے:

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ شَاوَرَ حِیْنَ بَلَغَه اِقْبَالُ اَبِیْ سُفْیَانؓ قَالَ فَتَکَلَّمَ اَبُوْبَکْرٍؓ فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ تَکَلَّمَ عُمَرُؓ فَاَعْرَضَ عَنْهُ فَقَامَ سَعْدُ بْن عَبَّادَة فَقَالَ اِیَّانَا تُرِیْدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِیْفَهَا الْبَحْرَ لَاَحَضْنَاهَا وَ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَکْبَادَهَا اِلٰی بَرْکِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰی نَزَلُوْا بَدْرًا ...... الخ (مسلم شریف ج۳ حدیث ۴۶۲۱)

ترجمہ: انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو جب ابوسفیانؓ کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے مشورہ طلب کیا۔ حضرت ابوبکرؓ بولے تو آپ ﷺ نے توجہ نہ فرمائی۔ پھر حضرت عمرؓ بولے تو آپ نے ان کی طرف بھی توجہ نہ کی۔ پھر حضرت سعدؓ بن عبادہ کھڑے ہوئے اور کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کا روئے خطاب ہم انصار کی طرف ہے؟ خدا کی قسم! اگر دریا میں سواری ڈالنے کا آپ حکم دیں تو ہم ڈال دیں گے اور اگر برک الغماد تک جانے کا حکم دیں گے تو ہم کریں گے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

آپ ﷺ نے لوگوں کو شرکت جنگ کی دعوت دی۔ لوگ چل پڑے اور بدر میں اُترے۔ (سیرت النبی حصہ اول ص ۳۱۵ طبع پنجم)

علامہ شبلی نعمانی نے مسلم شریف کی منقولہ حدیث کو اپنے مؤقف کی تائید میں پیش کیا ہے۔ حالانکہ یہ بھی ان کے خلاف ہے۔ کیوں کہ اس میں تصریح ہے کہ آپ نے اس وقت مشاورت کی جب ابوسفیانؓ کے آنے کا علم ہوا۔ اور مولانا شبلی نے خود اس کا ترجمہ بھی یہ کیا ہے: ''آنحضرت ﷺ کو جب ابوسفیان کے آنے کی خبر معلوم ہوئی تو آپ نے مشورہ طلب کیا''۔ تعجب ہے کہ علامہ شبلی نے یہ حدیث اپنے موقف کی تائید میں کس بنا پر پیش کی ہے؟ بہرحال مولانا شبلی نعمانی یا ابوالاعلیٰ مودودی کوئی حدیث نہیں پیش کرسکے جس میں تصریح ہو کہ آنحضرت ﷺ نے مدینہ منورہ میں ہی لشکر قریش کے مقابلہ کے لئے صحابہؓ کرام سے مشورہ کیا تھا۔ اور جب جمہور محدثین، مفسرین، اربابِ سِیَر اور مؤرخین کی تحقیق یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ سے صرف قافلہ قریش پر حملہ کے لئے نکلے تھے اور اس کی تائید احادیث سے بھی ہوتی ہے تو پھر اس موقف کے قبول کرنے میں پس و پیش کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر یہ نظریہ ہے کہ جنگ صرف دفاع کے لئے جائز ہے اور اس میں اقدام صحیح نہیں تو یہ بھی غلط ہے۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے اس کا کیا خوب جواب دیا ہے کہ:

’’یہ منطق ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ کفار محاربین جن کی دستبرد سے مسلمانوں کی جان و مال کوئی چیز نہ بچی اور نہ آئندہ بچنے کی توقع تھی، ان کو جانی و بدنی نقصان پہنچانا تو جائز سمجھا جائے، لیکن تجارتی اور مالی نقصان پہنچانا خلافِ تہذیب و انسانیت ہو۔ یعنی ان کی جانیں تو ظلم وشرارت اور کفر وطغیان کی بدولت محفوظ نہیں رہیں مگر اموال بدستور محفوظ ہیں۔ گویا زندگی کے حق سے محروم ہو جائیں تو ہو جائیں پر سامانِ زندگی سے محروم نہ ہوں۔‘‘

اور اسی سلسلے میں **حضرت مولانا محمد ادریس صاحب ؒ کاندھلوی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور لکھتے ہیں:**

قریش کو مقام جحفہ میں پہنچ کر ابوسفیان کی طرف سے اطلاع ملی کہ قافلہ صحیح وسالم بچ نکلا ہے اور حضور پُر نور ﷺ کو مقام صفراء میں پہنچ کر اطلاع ملی کہ کاروانِ تجارت تو نکل گیا ہے اور قریش پوری تیاری کے ساتھ مسلح ہو کر آ رہے ہیں۔ چونکہ مسلمان کسی جنگ کی نیت سے نہیں نکلے تھے، اس لیے آپ ﷺ نے صحابہ ؓ سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ لہٰذا کسی علامہ کا یہ خیال کہ حضور پُر نور ﷺ نے جو سفر شروع فرمایا، وہ قریش کے اس فوجی لشکر کے مقابلہ اور دفاع کے لئے تھا جو از خود مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے اقدام کرتا ہوا چلا آ رہا تھا، یہ خیال ایک خیالِ خام ہے جو اپنی ایک مذموم درایت اور خود

ساختہ اصول پر مبنی ہے۔ جس پر تمام ذخیرۂ احادیث نبویہ اور ارشادات قرآنیہ اور روایات سیرت اور واقعاتِ تاریخیہ کو قربان کرنا چاہتے ہیں۔ افسوس! صد افسوس! کہ جن اعداء اللہ نے اللہ کے نبی ﷺ اور اس کے متبعین کو جانی و مالی نقصان پہنچایا ہو اور ان کو گھروں سے نکالا ہو اور ان کے اموال پر ناجائز قبضے کیئے ہوں اور آئندہ کے لئے بھی ان کے یہی عزائم ہوں اور ایک لمحہ کے لئے اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی تدبیر سے غافل نہ ہوں، سو اگر مسلمان ان کو جانی یا مالی نقصان پہنچانے کے لیے کوئی اقدام کریں تو اس کو خلافِ تہذیب اور خلافِ انسانیت سمجھا جائے اور جن روایات میں کچھ تاویل چل سکے وہاں تاویل کر لی جائے۔ اور جہاں تاویل نہ چل سکے، ان کو ذکر ہی نہ کیا جائے تا کہ آپ کے خود ساختہ اصول پر زد نہ پڑے۔ یہ شانِ علم اور امانت کے خلاف ہے۔

غزوۂ بدر سے پہلے جس قدر مہمیں روانہ کی گئیں، وہ اکثر و بیشتر قریش کے تجارتی قافلوں ہی پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کی گئیں۔

پھر غزوۂ بدر میں کیوں اشکال پیس آیا۔ الخ (سیرت المصطفیٰ حصہ دوم ص ۱۵۸)

اور حضرت مولانا ادریس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اقدامی جہاد کے متعلق بھی فرماتے ہیں کہ:

جہاد کی مختلف قسمیں ہیں: جہاد کی ایک قسم دفاع ہے جس کو دفاعی

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

جہاد کہتے ہیں۔ جہاد کی دوسری قسم اقدامی جہاد ہے یعنی جب کہ کفر کی قوت اور شوکت سے اسلام کی آزادی کو خطرہ ہو تو ایسی حالت میں اسلام اپنے پیروؤں کو حکم دیتا ہے کہ تم دشمنانِ اسلام پر جارحانہ حملہ اور ہاجمانہ اقدام کرو تا کہ اسلام اور مسلمان کفر اور شرک کے فتنہ سے محفوظ ہو جائیں اور بغیر کسی خوف و خطر کے امن و عافیت کے ساتھ خداوند ذوالجلال کے احکام کو بجا لا سکیں۔ اس انتظار میں رہنا کہ جب خطرہ سَر پر آ جائے گا، اس وقت مدافعت کریں گے، یہ اعلیٰ درجہ کی حماقت اور سفاہت ہے۔ جس طرح شیر اور چیتا کو حملہ کرنے سے پہلے ہی قتل کر دینا اور کاٹنے سے پہلے ہی سانپ اور بچھو کا سَر کچل دینا اعلیٰ درجہ کا تدبر ہے۔ درندوں کے قتل میں اقدام ہی عقل اور دانائی ہے۔ اور فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (یعنی جہاں پاؤ مشرکین کو قتل کرو) اور اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا (الاحزاب ۸۴ آیت ۶۱) جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جائے گی۔ اسی قسم کے کافر مراد ہیں۔ حق جل شانہ کے اس ارشاد سراپا رشاد: (الانفال ع ۵ آیت ۳۹)

وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ

اور تم ان (کفارِ عرب) سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فسادِ عقیدہ (یعنی شرک) نہ رہے اور دین (خالص) اللہ ہی کا ہو جاوے۔

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

www.khudamahlesunat.com

میں اسی قسم کا جہاد مراد ہے۔ یعنی اے مسلمانو! تم کافروں سے یہاں تک جہاد قتال کرو کہ کفر کا فتنہ باقی نہ رہے اور اللہ کے دین کو پورا غلبہ حاصل ہو جائے۔ اس آیت میں فتنہ سے کفر کی قوت اور شوکت کا فتنہ مراد ہے۔ (سیرت المصطفےٰ ص ۲۴۳)

قول فیصل آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ سے قافلہ قریش پر حملہ کرنے کے لئے نکلے تھے۔ یہ جمہور کا موقف ہے اور علامہ شبلی نعمانی اور ابوالاعلیٰ مودودی کا اس کے خلاف یہ موقف ہے کہ آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ سے ہی لشکر قریش کے مقابلہ کے لیے نکلے تھے۔ علامہ شبلی نے اپنے مؤقف کی تائید میں جو دلائل دیے ہیں، ان کا جواب ہم عرض کر چکے ہیں۔ یہاں بعض اہم نکات حسب ذیل ہیں:

(۱) اگر مدینہ منورہ میں ہی آنحضرت ﷺ کو قافلہ قریش اور لشکر قریش دونوں کا علم ہو گیا تھا اور حضور ﷺ نے لشکر قریش کے مقابلہ کا فیصلہ فرمایا تو کیا وجہ ہے کہ تاریخ وسیرت اور حدیث وتفسیر کے ذخیرہ میں اس کی کوئی صراحت نہیں ملتی کہ مذکورہ دونوں صورتوں میں سے آپ ﷺ نے دوسری صورت اختیار فرمائی تھی۔

(۲) اگر لشکر قریش کے مقابلہ کا فیصلہ فرما دیا تھا تو کیا وجہ ہے کہ اس جہاد کے لئے صرف تین سو تیرہ (۳۱۳) اصحابؓ آپ ﷺ کی معیت میں نکلے، جن میں ساٹھ (۶۰) مہاجر اور باقی انصار تھے۔ کیا مہاجرین صحابہؓ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

میں سے صرف ساٹھ اصحابؓ قریش کی عظیم طاقت سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہوئے۔ حالانکہ قبل ازیں دو سو (۲۰۰) مہاجرین صحابہؓ صرف قریش کے قافلہ کے لئے نکل چکے تھے۔ اور کیا انصاری صحابہؓ کی تعداد مدینہ منورہ میں صرف اڑھائی سو (۲۵۰) تھی جو باوجود آنحضرت ﷺ کے حکم کے لشکر قریش کے مقابلے میں نکلے تھے۔ حالانکہ اور بھی ایسے نوجوان صحابہؓ مدینہ منورہ میں موجود تھے جو آنحضرت ﷺ کے حکم پر جانیں قربان کر سکتے تھے۔ چنانچہ خود مولانا شبلی مرحوم نے جنگ اُحد کے سلسلے میں لکھا ہے کہ:

> صبح کو آپ ﷺ نے صحابہؓ سے مشورہ کیا۔ مہاجرین نے عموماً اور انصار میں سے اکابر نے رائے دی کہ عورتیں باہر قلعے میں بھیج دی جائیں اور شہر میں پناہ گیر ہو کر مقابلہ کیا جائے۔ عبداللہ بن ابی سلول جواب تک کبھی شریک مشورہ نہیں کیا گیا تھا، اس نے بھی یہی رائے دی۔ لیکن ان نوخیز صحابہؓ نے جو جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے، اس بات پر اصرار کیا کہ شہر سے نکل کر حملہ کیا جائے۔
>
> (سیرت النبی حصہ اوّل ص۲۷۳ طبع پنجم مطبع اعظم گڑھ ہندوستان)

سوال یہ ہے کہ معرکہ بدر کے موقع پر لشکر قریش سے جنگ کرنے کے لئے یہ جوخیر پر جوش صحابہؓ کہاں چلے گئے تھے؟

(۳) غزوۂ تبوک میں جو تین صحابہؓ (حضرت کعبؓ بن مالک، حضرت

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہلالؓ بن امیہ اور حضرت مرارہؓ بن ربیع) بوجہ سستی اور غفلت کے لشکر اسلام کے ساتھ نہ جا سکے، ان سے تو حضور ﷺ نے مکمل بائیکاٹ کرنے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ سورہ توبہ آیت ۱۱۸ رکوع ۱۴ میں انہی کا ذکر آیا ہے:

وَ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ

اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی (توجہ فرمائی) جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ (جب ان کی پریشانی کی یہ نوبت پہنچی کہ) زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدا (کی گرفت) سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی طرف رجوع کیا جاوے (اس وقت وہ خاص توبہ کے قابل ہوئے) (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

غزوۂ تبوک میں پیچھے رہ جانے والے مخلصین پر جو اس قدر عتاب نازل ہوا حالانکہ تیس ہزار (۳۰۰۰۰) صحابہؓ کی جمعیت سفر تبوک میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھی لیکن جو صحابہؓ ۲ھ کے اس سفر میں پیچھے مدینہ منورہ میں رہ گئے تھے اور صرف تین سو تیرہ اصحابؓ ساتھ گئے اور مقابلہ قریش کے طاقتور لشکر سے تھا تو ان پر کسی قسم کا عتاب نہ ہوا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ سے صرف قافلہ قریش کے

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

www.khudamahlesunat.com

ارادہ سے نکلے تھے اور اس کے لیے آپ ﷺ نے خاص تاکید نہیں فرمائی تھی۔ اگر یہ لشکر قریش کے خلاف مہم ہوتی تو حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام کو تاکید فرماتے اور جنگی قوت اکٹھا کرنے کی کوشش فرماتے۔ پھر مہاجرین و انصار صحابہؓ کی ایک خاصی تعداد اپنے جنگی وسائل کے ساتھ قریش مکہ کے مقابلہ کے لئے نکلتی۔ چونکہ قافلہ قریش پر حملہ کرنا مقصود تھا اور ان کی جنگی قوت اس قدر نہ تھی کہ ان کے مقابلہ کے لیے زیادہ اہتمام کیا جاتا، اس لئے جلدہ میں جو صحابہؓ تیار ہو گئے، آنحضرت ﷺ ان کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔ بعض صحابہ کرام نے مہلت مانگی کہ ان کے جانور اونٹ وغیرہ مدینہ منورہ سے باہر چراگاہ میں تھے اور چراگاہ آدھ میل تک پھیلی ہوئی تھی لیکن آنحضرت ﷺ نے مہلت نہ دی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ کو معلوم ہو گیا تھا کہ ابوسفیانؓ کا قافلہ شام سے واپس روانہ ہو چکا ہے۔ اگر مزید مہلت دی جاتی تو اندیشہ تھا کہ قافلہ زد سے نکل جائے۔ اور قبل ازیں قافلہ کا حال دریافت کرنے کے لئے شام کی طرف اور بدر کی طرف بھی بعض صحابہؓ کو بھیج دیا تھا۔ اور بدر وہ مقام ہے جہاں سے مکہ معظّمہ کو بھی راستہ جاتا تھا اور مدینہ منورہ کو بھی۔ حضرت بسبسؓ بن عمرو جہنی کو بدر کی جانب اس راستہ پر بھیجا گیا جو مدینہ منورہ سے مکہ شریف کو جاتا تھا۔ ان کا قبیلہ جہینہ بھی اسی طرف آباد تھا اور حضرت طلحہ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما کو شام کی جانب روانہ فرمایا تھا۔ یہ دونوں صحابیؓ شام

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

www.khudamahlesunat.com

کی طرف گئے اور جب وہاں پر قافلہ کے متعلق کچھ پتہ نہ چلا تو اس راستہ کی طرف چلے گئے جو ساحل سمندر سے گزرتا تھا۔ یہ دونوں صحابیؓ دس دِن تک مقام حورآء میں مقیم رہے جو مدینہ سے قریباً پچاس میل کے فاصلہ پر تھا۔ یہ واپس مدینہ تشریف نہ لائے لیکن بدر کے راستہ پر حضرت بسبسؓ کو بھیجا تھا، وہ واپس مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ ان کی اطلاع کی بنا پر آنحضرت ﷺ نے قافلہ کو روکنے کے لئے جلدی چلنے کا ارادہ فرمایا تھا۔ آپ کا اندازہ تھا کہ قافلہ مدینہ کے قریب سے ہو کر بدر کی طرف روانہ ہونے والا ہوگا۔ اس لئے آپ ﷺ نے بدر کی طرف رُخ کیا لیکن ابوسفیانؓ کو جب حضور ﷺ کے ارادے کا علم ہوا تو انہوں نے راستہ بدل لیا۔ اور ساحل سمندر کے راستہ سے بچ کر نکل گئے۔ چنانچہ مقام صفراء پر پہنچ کر آنحضرت ﷺ کو اطلاع ملی کہ قافلہ آپ کی زد سے بچ کر نکل گیا ہے اور قافلہ کو بچانے کے لئے مکہ سے جو قریش کا لشکر روانہ ہوا تھا، اب مقابلہ اس کے ساتھ ہوگا۔ اور یہاں ہی آنحضرت ﷺ نے صحابہؓ کرام سے لشکر قریش کے مقابلہ کے لئے مشاورت فرمائی۔ اور مہاجرین و انصار نے پُر جوش تقریریں کیں۔

(۴) آنحضرت ﷺ کو راستہ میں قریش کی آمد کی خبر ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قبل ازیں حضور ﷺ سے فرما دیا تھا کہ قافلہ قریش یا لشکر قریش میں سے کسی ایک سے مقابلہ پیش آئے۔ چونکہ یقین نہیں تھا، اس لئے

حافظ عبدالوحید خدام اہلسنت

صحابہ کرامؓ نے تجویز یہ پیش کی کہ بجائے لشکر کے قافلہ پر حملہ کیا جائے۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

وَ اِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَیْرَ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ تَکُوْنُ لَکُمْ وَ یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَ یَقْطَعَ دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ O (الانفال ع۱ آیت ۷)

ترجمہ: اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ تم سے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کرتے تھے کہ وہ تمہارے ہاتھ آ جاوے گی اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت (یعنی قافلہ) تمہارے ہاتھ آ جائے اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنے احکام سے حق کا حق ہونا (عملاً) ثابت کر دے اور ان کافروں کی بنیاد (اور قوت) کو قطع کر دے۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

مسلمان چاہتے تھے کہ تجارتی قافلہ پر حملہ ہو کہ کانٹا نہ چبھے اور بہت سا مال ہاتھ آ جائے لیکن خدا کی مرضی یہ تھی کہ اس چھوٹی سی بے سرو سامان جماعت کو کثیر التعداد اور مرتب اور پُر شوکت لشکر سے بھڑا کر اپنی باتوں سے سچ کا سچ کر دکھائے اور کفار مکہ کی جڑ کاٹ ڈالے۔ چنانچہ یہ ہی ہوا۔ بدر میں قریش کے ستر (۷۰) سردار مارے گئے جن میں ابوجہل بھی تھا اور ستر ہی قید ہوئے۔ اس طرح کفر کی کمر

www.khudamahlesunat.com

ٹوٹ گئی اور مشرکین مکہ کی بنیادیں ہل گئیں۔

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ اگر بقول مولانا شبلی مدینہ منورہ سے ہی لشکر قریش کے مقابلے میں نکلے تھے تو پھر اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا کہ تم ان دونوں میں سے کم شوکت والے یعنی قافلہ قریش پر حملہ کرنا چاہتے تھے۔ جس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے صحابہؓ کو ساتھ لے کر نکلے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ کے تحت لشکر قریش کے مقابلہ میں صحابہؓ کو لاکر کھڑا کر دیا اور حکمت خداوندی کے تحت قافلہ دوسرا راستہ اختیار کر کے بسلامت نکل گیا۔

(۵) اگر لشکر قریش کا مقابلہ شروع ہی سے مقصود تھا تو پھر آپ ﷺ نے بدر تک جانے کے لئے اسی (۸۰) میل کا فاصلہ کیوں طے فرمایا۔ حالانکہ جنگی تدبیر تو یہ اختیار کی جاسکتی تھی کہ مدینہ منورہ میں ہی ٹھہر کر لشکر قریش کا دفاع کیا جائے یا مدینہ منورہ سے باہر نکل کر کچھ فاصلہ پر لشکر کا مقابلہ کیا جائے۔ جیسا کہ غزوۂ اُحد کے لیے پہلے مشاورت فرمائی۔ اور پھر مدینہ سے باہر دو تین میل کے فاصلے پر قریش سے جنگ ہوئی۔ لیکن یہ امر جنگی تدبیر سے بالاتر ہے کہ دشمن کی ایک بڑی طاقت کے مقابلہ میں ایک کمزور جماعت کو اپنے شہر سے نکال کر اسی (۸۰) میل دور بدر کے مقام پر لڑایا جائے اور کفار کے مقابلہ میں ظاہری طور پر مسلمانوں کی جنگی کمزوری کا اعلان تو کھلم کھلا قرآن حکیم میں موجود ہے۔ چنانچہ فرمایا:

www.khudamahlesunat.com

وَ لَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ ج (آل عمران ع ۱۳ آیت ۱۲۳)

اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم کمزور تھے۔

(ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ)

اور یہ بات محقق ہے کہ حق تعالیٰ نے تم کو بدر میں منصور فرمایا حالانکہ تم بے سروسامان تھے۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

بہر حال ان حالات میں یہ جنگی تدبیر تو فہم سے بالا تر ہے کہ آنحضرت ﷺ مدینہ منورہ سے لشکر قریش کے مقابلہ کے لئے نکلیں اور اسی میل دور دراز کا دشوار گزار فاصلہ طے کر کے بدر کے مقام پر قریش سے نبرد آزما ہوں۔ اس کے برعکس یہ بات قابل فہم ہے اور جنگی تدبیر کے مناسب ہے کہ آپ ﷺ مدینہ منورہ سے قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے نکلے اور خیال تھا کہ بدر کے راستے پر قافلہ کو روک لیا جائے گا۔ لیکن دوسرا راستہ اختیار کرنے کی وجہ سے قافلہ مجاہدین کی زد سے نکل گیا اور حکمت خداوندی کے تحت مقابلہ لشکر قریش سے ہوا جس کے نتیجہ میں اللہ کی قدرت سے کافروں کی جڑ کٹ گئی۔ **قرآن حکیم میں فرمایا:**

اِذۡ اَنۡتُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الدُّنۡيَا وَ هُمۡ بِالۡعُدۡوَةِ الۡقُصۡوٰى وَ الرَّكۡبُ اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ وَ لَوۡ تَوَاعَدۡتُّمۡ لَاخۡتَلَفۡتُمۡ فِى الۡمِيۡعٰدِ وَ لٰكِنۡ لِّيَقۡضِىَ اللّٰهُ اَمۡرًا كَانَ مَفۡعُوۡلًا (الانفال ع ۵ آیت ۴۲)

اور یہ وہ وقت تھا کہ جب تم اس میدان میں ادھر والے کنارے پر

خدام اہل سنت ... عبدالوحید الحنفی

تھے اور وہ قافلہ (قریش کا) تم سے نیچے کی طرف کو (بچا ہوا تھا) اور اگر تم اور وہ کوئی بات ٹھہراتے تو ضرور اس سے تم میں اختلاف ہوتا لیکن تا کہ جو بات اللہ کو کرنا منظور تھا، اس کی تکمیل کر دے۔

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں:

اِدھر والے سے مراد مدینہ سے نزدیک کا موقع اور اُدھر والے سے مراد مدینہ سے دُور کا موقع۔ (بیان القرآن)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

ورلے کنارے سے مراد میدانِ جنگ کی وہ جانب ہے جو مدینہ طیبہ سے قریب تھی۔ اسی طرح ''پرلا کنارہ'' وہ ہوگا جو مدینہ سے بعید ہو گا۔ اور ابوسفیان کا تجارتی قافلہ نیچے کی طرف ہٹ کر سمندر کے کنارے کنارے جا رہا تھا۔ قافلہ اور مسلمانوں کے درمیان قریش کی فوج حائل ہو چکی تھی۔

نیز فرماتے ہیں:

یعنی قریش اپنے قافلہ کی مدد کو آئے تھے اور تم قافلہ پر حملہ کرنے کو۔ قافلہ بچ گیا اور دونوں فوجیں ایک میدان کے دو کناروں پر آ پڑیں۔ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں۔ یہ تدبیر اللہ کی تھی۔ اگر تم قصداً آ جاتے تو ایسا بروقت نہ پہنچتے۔

www.khudamahlesunat.com

(۶) اگر مدینہ منورہ سے ہی حضور رحمۃ للعالمین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لشکر قریش کے مقابلے کے لئے نکلے تھے اور قافلہ قریش پر حملہ کرنا مقصود ہی نہ تھا تو پھر مذکورہ آیت میں ''وَ الرَّکْبُ اَسْفَلَ مِنْکُمْ'' سے اللہ تعالیٰ نے قافلے کا ذکر کیوں فرمایا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تو قافلہ پر حملہ کرنے کے لئے ہی نکلے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا فرما دیے کہ قافلہ بسلامت سمندر کے کنارے کنارے گزر گیا اور لشکر اسلام اور لشکر قریش کا باہمی تصادم کرا دیا گیا۔ غرضیکہ آیت ''وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ ذَاتِ الشَّوْکَۃِ تَکُوْنُ لَکُمْ'' اور آیت ''اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَۃِ الدُّنْیَا'' سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ سے تو قافلہ کے ارادے سے آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نکلے تھے لیکن وہ اتنی دور مسافت طے کرنے کے باوجود ہاتھ نہ آسکا اور جنگ لشکر قریش سے ہوگئی۔

(۷) علاوہ ازیں دوسری روایات بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔

چنانچہ علامہ شبلی نے خود یہ روایت پیش کی ہے:

وَ رَادَتْ عَلَیْهِمْ رَوَایَا قُرَیْشٍ وَ فِیْهِمْ غُلَامٌ اَسْوَدُ لِبَنِی الْحَجَّاجِ فَخُذُوْهُ فَكَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم یَسْئَلُوْنَهٗ عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ وَ اَصْحَابِهٖ فَیَقُوْلُ مَالِیَ عِلْمٌ بِاَبِیْ سُفْیَانَ وَ لٰكِنْ هٰذَا اَبُوْجَهْلٍ وَ عُتْبَةُ وَ شَیْبَةُ وَ اُمَیَّةُ بْنُ خَلْفٍ فَاِذَا قَالَ ذٰلِكَ ضَرَبُوْهُ فَقَالَ نَعَمْ اَنَا اَخْبِرُكُمْ

خادم اہلسنت حافظ عبدالرحمٰن الحنفی
www.khudamahlesunat.com

هٰذَا اَبُوْسُفْیَانَ. فَاِذَا تَرَكُوْهُ فَسْئَالُوْهُ فَقَالَ مَا لِیَ بِاَبِیْ سُفْیَانَ عِلْمٌ وَ لٰكِنْ هٰذَا اَبُوْجَهْلٍ وَ عُتْبَةُ وَ شَیْبَةُ وَ اُمَیَّةُ بْنُ خَلْفٍ فِی النَّاسِ فَاِذَا قَالَ هٰذَا اَیْضًا ضَرَبُوْهُ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ یُصَلِّیْ وَ لَمَّا رَاٰی ذٰلِكَ انْصَرَفَ وَ قَالَ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِیْ تَضْرِبُوْهُ اِذَا صَدَقَكُمْ وَ تَتْرِكُوْهُ اِذَا كَذَبَكُمْ (کتاب الجہاد ج ۳ حدیث ۴۶۲۱، صحیح مسلم باب غزوۂ بدر)

اور پہلے قریش کا ہراول آ کر اُترا اس میں بنی حجاج کا ایک حبشی غلام تھا۔ مسلمانوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس سے ابوسفیان کا حال پوچھنے لگے۔ وہ کہتا تھا: مجھے ابوسفیان کی خبر نہیں۔ لیکن یہ ابوجہل، عتبہ، شیبہ، امیہ بن خلف آ رہے ہیں۔ جب وہ یہ کہتا تو لوگ اس کو مارتے۔ وہ کہتا: اچھا! ابوسفیان کا بتاتا ہوں۔ تب اس کو چھوڑ دیتے۔ تو پھر پوچھتے تو وہ کہتا کہ مجھ کو ابوسفیان کی خبر نہیں لیکن ابوجہل، عتبہ، شیبہ، امیہ بن خلف روسائے قریش آ رہے ہیں۔ لیکن جب وہ یہ کہتا تب بھی اس کو مارتے۔ آنحضرت ﷺ نماز میں مشغول تھے۔ آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب وہ سچ کہتا ہے تو تم اس کو مارتے ہو اور جب جھوٹ بولتا ہے تو اس کو چھوڑ دیتے ہو۔

(سیرت النبی حصہ پنجم ص ۳۵۱-۳۵۲)

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

علامہ شبلی کی منقولہ حدیث بھی جمہور کے موقف کی تائید کرتی ہے۔

کیوں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بدر کے قریب پہنچ کر بھی قافلہ ابوسفیان کے متعلق تحقیق کر رہے تھے کہ وہ کہاں ہے؟ اور ابھی تک ان کو معلوم نہ تھا کہ لشکر قریش اور اس کے سردار قریب پہنچ چکے ہیں۔ اگر مدینہ منورہ سے ہی ارادہ لشکر قریش کا ہوتا اور قافلہ کو بالکل نظر انداز کر دیا جاتا تو پھر حبشی غلام کے ذریعہ قافلہ کا حال معلوم کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس سے تو یہی پوچھا جاتا کہ قریش کا لشکر کہاں ہے؟ بہرحال قرآن حکیم کے اشارات، احادیث نبویہ اور کتب سیرت و تاریخ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین خاتم النّبیین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ابوسفیانؓ (جو بعد میں فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے) کے قافلے پر حملہ کرنے کے ارادے سے ہی مدینہ منورہ سے نکلے تھے۔ یہی موقف صحیح ہے اور علامہ شبلی نعمانی ہوں یا ابوالاعلیٰ مودودی، ان کا مؤقف غلط ہے۔

اصحابِؓ بدر اور مودودی تنقید

(۱) سورۃ الانفال کی آیت:

يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَ هُمْ يَنْظُرُوْنَ (سورۃ الانفال آیت ٦)

کا ترجمہ جو مودودی صاحب نے لکھا ہے، حسب ذیل ہے:

وہ اس حق کے معاملے میں تجھ سے جھگڑ رہے تھے درآنحالیکہ وہ

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

صاف صاف نمایاں ہو چکا تھا۔ ان کا حال یہ تھا کہ گویا وہ آنکھوں دیکھے موت کی طرف ہانکے جا رہے ہیں۔

اور اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قرآن کا یہ ارشاد ضمناً ان روایات کی بھی تردید کر رہا ہے جو جنگ بدر کے سلسلہ میں عموماً کتب سیرت و مغازی میں نقل کی جاتی ہیں۔ یعنی یہ کہ ابتداً نبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور مومنین قافلے کو لوٹنے کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ الخ (تفسیر تفہیم القرآن ج ۲ ص ۱۳۱ طبع نہم مئی ۱۹۷۵ء)

تبصرہ مولانا شبلی نعمانی کے موقف کے جواب میں ہم اپنی معروضات پہلے پیش کر چکے ہیں۔ قارئین ان پر نظر ثانی کر لیں۔ یہاں مودودی صاحب نے صرف کتب سیرت و مغازی کے حوالہ سے جمہور کا مؤقف پیش کیا ہے۔ حالانکہ ان کا موقف کتب احادیث اور تفاسیر سے بھی نیز بلکہ قرآن کے اشارات سے بھی ثابت ہے۔ مودودی صاحب نے "یُجَادِلُوْنَکَ فِی الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَیَّنَ" کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ:

حالانکہ حق کا مطالبہ اس وقت یہی تھا کہ خطرے کے منہ میں چلے جائیں۔ (ایضاً تفسیر نمبر ۴)

لیکن اس کا مطلب حافظ ابن کثیر نے یہ بیان کیا ہے کہ:

بعد ما تبین لهم انک لا تفعل الا ما امرک الله بها

یعنی اس بات کے واضح ہونے کے بعد کہ آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وہی کام کرتے

www.khudamahlesunat.com

ہیں جس کا اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے۔

(۲) سورۃ الانفال کے تاریخی پس منظر کے تحت ابو الاعلیٰ مودودی صاحب لکھتے ہیں:

ان تقریروں کے بعد فیصلہ ہو گیا کہ قافلہ کے بجائے لشکر قریش ہی کے مقابلہ پر چلنا چاہیے۔ لیکن یہ فیصلہ کوئی معمولی فیصلہ نہ تھا۔ جو لوگ اس تنگ وقت میں لڑائی کے لئے اُٹھے تھے ان کی تعداد تین سو سے کچھ زائد تھی (۸۶ مہاجر، ۶۱ قبیلہ اوس کے اور ۱۷۰ قبیلہ خزرج کے) جس میں صرف دو تین کے پاس گھوڑے تھے اور باقی آدمیوں کے لئے ۱۷۰ اونٹوں سے زیادہ نہ تھے، جن پر تین تین چار چار اشخاص باری باری سے سوار ہوتے تھے۔ سامانِ جنگ بھی بالکل ناکافی تھا۔ صرف ۶۰ آدمیوں کے پاس زرہیں تھیں۔ اس لئے چند سرفروش فدائیوں کے سوا اکثر آدمی جو اس خطرناک مہم میں شریک تھے، دلوں میں سہم رہے تھے اور انہیں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جانتے بوجھتے موت کے منہ میں جا رہے ہیں۔ مصلحت پرست لوگ جو اگرچہ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے، مگر ایسے ایمان کے قائل نہ تھے، جس میں جان و مال کا زیاں ہو، اس مہم کو دیوانگی سے تعبیر کر رہے تھے اور ان کا خیال تھا کہ دینی جذبے نے ان کو پاگل بنا دیا ہے۔ مگر نبیؐ اور مومنین صادق یہ سمجھ چکے تھے کہ یہ وقت جان کی

www.khudamahlesunat.com

بازی لگانے ہی کا ہے۔ اس لئے اللہ کے بھروسے پر وہ نکل کھڑے ہوئے اور انہوں نے سیدھی جنوب مغرب کی راہ لی، جدھر سے قریش کا لشکر آ رہا تھا۔ حالانکہ اگر ابتدا میں قافلے کو لوٹنا مقصود ہوتا تو شمال مغرب کی راہ لی جاتی۔ (ایضاً تفہیم القرآن ج ۲ ص ۱۲۵۔۱۲۶)

تبصرہ قارئین کرام! مودودی صاحب کی مندرجہ تحریر بغور اور بار بار پڑھیں اور خصوصاً اس عبارت کو ملحوظ رکھیں کہ: مصلحت پرست لوگ جو اگرچہ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے مگر ایسے ایمان کے قائل نہ تھے جس میں جان و مال کا زیاں ہو ...... الخ۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر اس وقت کے مصلحت پرست لوگ مہاجرین صحابہؓ میں تھے تو یہ ان پر مودودی صاحب کا عظیم بہتان ہے۔ کیوں کہ مہاجرین صحابہ تو وہ تھے جو سب کچھ اپنے وطن میں چھوڑ آئے تھے۔ ان کو نہ اپنے مال کی پرواہ تھی، نہ خویش و اقارب کی۔ وہ تو مال و جان سب کچھ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت و اطاعت میں قربان کر چکے تھے۔ اور اگر مصلحت پرست لوگوں سے مراد مودودی صاحب کے نزدیک انصار صحابہؓ سے ہیں تو یہ بھی نِرا جھوٹ ہے کیوں کہ انصار نے اپنے مہاجرین بھائیوں کے لئے اپنے مکان اور جائیدادیں پیش کر دی تھیں اور یہود مدینہ اور منافقین کے علی الرغم وہ صرف اللہ کے ہو گئے تھے۔ مہاجرین اور انصار کا لقب خود اللہ تعالیٰ نے ان صحابہؓ کو دیا ہے۔ مہاجرین سے مراد وہ صحابہؓ ہیں جنہوں نے

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے سب کچھ چھوڑا اور انصار کا معنی اللہ کے دین کے مددگار۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا:

وَ الَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَ الْاِیْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ یُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَیْهِمْ وَ لَا یَجِدُوْنَ فِیْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ (الحشر آیت ۹)

اور نیز ان لوگوں کا (بھی حق) ہے جو دار الاسلام (یعنی مدینہ) میں ان مہاجرین کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے، اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار) اپنے دِلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ انصار کے حق میں ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس گھر سے مراد ہے مدینہ طیبہ۔ یہ لوگ انصار مدینہ ہیں جو مہاجرین کی آمد سے پہلے مدینہ میں سکونت پذیر تھے اور ایمان و عرفان کی راہوں پر بہت مضبوطی کے ساتھ مقیم ہو چکے تھے یعنی (وہ) محبت کے ساتھ مہاجرین کی خدمت کرتے ہیں حتیٰ کہ اپنے اموال وغیرہ میں ان کو برابر کا شریک بنانے کے لئے تیار ہیں۔ (یعنی) مہاجرین

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کو اللہ تعالیٰ نے جو فضل و شرف عطا فرمائے یا اموال فے وغیرہ میں سے حضور ﷺ جو کچھ عنایت کریں اسے دیکھ کر انصار دِل تنگ نہیں ہوتے نہ حسد کرتے ہیں بلکہ خوش ہوتے ہیں اور ہر اچھی چیز میں ان کو اپنی جانوں سے مقدم رکھتے ہیں۔ خود سختیاں اور فاقے اُٹھا کر بھی ان کو بھلائی پہنچا سکیں تو دریغ نہیں کرتے۔ ایسا بے مثال ایثار آج تک دُنیا کی کسی قوم نے کسی قوم کے لئے نہیں دکھلایا۔

ذکر انصار سے پہلے جو آیات ہیں وہ مہاجرین کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔ بخوفِ طوالت ان کو یہاں ہم نے پیش نہیں کیا۔ بہرحال مہاجرین ہوں یا انصار، اللہ تعالیٰ نے ان کی جو صفات بیان فرمائی ہیں ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے مودودی صاحب کی اس عبارت کو پیش نظر رکھیں کہ ''مصلحت پرست لوگ جو اگرچہ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے، مگر ایسے ایمان کے قائل نہ تھے، جس میں جان و مال کا زیاں ہو۔'' کیا قرآنی آیات کی روشنی میں مہاجرین اور انصار صحابہؓ کو کوئی اہل فہم و دیانت شخص اس قسم کے مصلحت پرست لوگ قرار دے سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اگر وہ مال و جان کو بچانے والے ہوتے تو ان حالات میں اسلام کو قبول ہی کیوں کرتے؟

(۲) قافلہ قریش ہو یا لشکر قریش، اتنی جلدی اور بے سرو سامانی میں نکلنے پر تو انہوں نے اختلاف رائے کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی ایمانی بلندی کے پیش نظر تنبیہ فرمائی۔ لیکن کیا مدینہ منورہ سے نکلنے کا فیصلہ کرنے

www.khudamahlesunat.com

کے بعد کسی صحابیؓ نے پس و پیش کی اور یہ کہا کہ ہم نہیں جاتے یا راستے میں آگے جا کے واپس آنے کی کوشش کی یا میدانِ بدر میں کفار مکہ سے مقابلہ کرنے کے وقت انہوں نے کوئی معذرت کی اور جان بچانے کی کوشش کی؟ تو پھر کس بنا پر مودودی صاحب ان کو مصلحت پرست قرار دے رہے ہیں اور وہ کس آیت قرآن سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ’’وہ اس مہم کو دیوانگی سے تعبیر کر رہے تھے اور ان کا خیال تھا کہ دینی جذبے نے ان کو پاگل بنا دیا ہے۔‘‘ نہ یہ بات قرآن میں ہے نہ حدیث میں، یہ فقط مودودی صاحب کے اوہام و وساوس ہیں جس کا مصداق وہ اصحابِ بدرؓ کو قرار دے رہے ہیں۔

اور پھر یہ لکھنا کہ ’’مگر نبی اور مومنین صادقین یہ سمجھ چکے تھے کہ یہ وقت جان کی بازی لگانے کا ہی ہے۔‘‘ ایسے مومنین صادقین کتنے تھے؟ یہ تو شیعوں کا مؤقف ہے کہ اصحابِ بدرؓ میں سے بھی چند گنتی کے صحابہؓ کے سوا وہ سب کو مصلحت پرست اور غیر مخلص قرار دیتے ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مودودی جماعت کے لئے یہی الفاظ استعمال کرے کہ ’’مصلحت پرست لوگ ...... الخ‘‘ تو کیا مودودی صاحب کے زعماء اس تنقید کو قبول کر لیں گے؟ ہر گز نہیں بلکہ وہ تو پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ جائیں گے اور ایسے شخص کو تحریک اسلامی بلکہ اسلام کا دشمن قرار دینے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کریں گے۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

www.khudamahlesunat.com

اصحابِؓ بدر کے بارے میں رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ارشاد ہے:

لَعَلَّ اللّٰہَ اِطَّلَعَ اِلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَکُمُ الْجَنَّۃُ (بخاری شریف باب فصل من شہد بدرًا)

تحقیق اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف نظر فرمائی اور یہ فرمایا کہ جو چاہے کرو، جنت تمہارے لیے واجب ہو چکی ہے۔

اس حدیث کی تشریح پہلے گذر چکی ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اصحابِؓ بدر کے قلوب پر نگاہ ڈالی تو ان میں تقویٰ و اخلاص کا نُور پایا اور ان کو جنت کی بشارت دے دی۔ لیکن اس کے برعکس مودودی صاحب نے اصحابِؓ بدر کے قلوب میں جھانک کر دیکھا تو سوائے چند مخلصین صحابہؓ کے باقی سب مہاجرین و انصار کو اس حال میں دیکھا کہ وہ مصلحت پرست تھے اور ایسے ایمان کے قائل نہ تھے، جس میں جان و مال کا زیاں ہو ...... الخ۔ اب قارئین خود فیصلہ فرما لیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو اصحابِؓ بدر کے متعلق فرمایا وہ حق ہے یا جو مودودی صاحب اپنی کسوٹی پر پرکھ کر ان کو مطعون کر رہے ہیں؟

مودودی صاحب کا اپنا مقام: (۱) ابو الاعلیٰ مودودی صاحب اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

خدا کے فضل سے میں کوئی کام یا کوئی بات جذبات سے مغلوب ہو کر نہیں کیا اور کہا کرتا۔ ایک ایک لفظ جو میں نے اپنی تقریر میں کہا

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

ہے تول تول کر کہا ہے کہ اس کا حساب مجھے خدا کو دینا ہے نہ کہ بندوں کو۔ چنانچہ میں اپنی جگہ بالکل مطمئن ہوں کہ میں نے کوئی ایک لفظ بھی خلاف حق نہیں کہا۔ (رسائل و مسائل حصہ اوّل ص ۳۰۶ طبع دوم)

(۲) مودودی صاحب نے اپنی جماعتی کل پاکستان چار روزہ کانفرنس لاہور (۲۵ تا ۲۸/ اکتوبر ۱۹۶۳ء) میں اپنے متعلق تقریر میں یہ دعویٰ کیا تھا:

میری تحریریں صرف اس ملک میں نہیں دُنیا کے ایک اچھے خاصے حصے میں پھیلی ہوئی ہیں اور میرے ربّ کی مجھ پر یہ عنایت ہے کہ اس نے میرے دامن کو داغوں سے محفوظ رکھا ہے۔

(روزنامہ مشرق لاہور ۲۶/ اکتوبر ۱۹۶۳ء)

خادم اہلسنّت عبدالوحید الحنفی

اور ان کی یہ تقریر جماعت کی طرف سے پمفلٹ کی شکل میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ بہرحال منقولہ دونوں عبارتوں سے ہی قارئین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ابوالاعلیٰ صاحب اپنے آپ کو کیا سمجھتے تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار! ہم اگر مودودی صاحب یا ان کی جماعت اسلامی پر تنقید کریں تو اس کو وہ (مذموم) فرقہ واریت قرار دیتے ہیں لیکن اگر وہ حضور خاتم النّبیین ﷺ کے فیض یافتہ صحابہؓ کرام اور خصوصاً اصحابِؓ بدر پر جارحانہ تنقید کریں تو وہ مفکر اسلام اور محقق دوراں قرار پائیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

(از حضرت مولانا مظہر حسین صاحبؒ، ماہنامہ حق چار یارؓ ج ۲ ش ۱۰، شوال ۱۴۱۰ھ/ مئی ۱۹۹۰ء)

www.khudamahlesunat.com

اصحابِ بدر اور حدیبیہ کو جنت کی بشارت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

لَنْ يَّدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَهِدَ بَدْرًا وَ الْحُدَيْبِيَةَ

ترجمہ: ہرگز جہنم کی آگ نہیں چھو سکے گی ایسے شخص کو جو بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا۔ (احادیث صحیحہ البانی ج۵ حدیث ۲۱۶۰، بحوالہ مسند احمد بن حنبل ج۳ حدیث ۱۴۵۳۷ اور حدیث ۱۴۸۳۰، عن جابرؓ و مسلم شریف ج۷ حدیث ۲۱۹۵ و طبقات ابن سعد ج۲، اسنادہ جید، رجالہ ثقات، رجال الصحیح و ابن حبان حدیث ۴۷۹۹)

☆☆☆☆

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ دَائِمًا وَ سَرْمَدًا

خادم اہل سنت عبدالوحید الحنفی

اوڈھروال تحصیل وضلع چکوال (پاکستان)

۱۹ شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ ۲۲ جولائی ۲۰۱۱ء

بروز جمعۃ المبارک

☆☆☆☆

ڈیزائننگ ✿ کمپوزنگ ✿ سکیننگ ✿ پرنٹنگ ✿ بک بائنڈنگ
النور مینجمنٹ ڈب مارکیٹ، پنوال روڈ چکوال zedemm@yahoo.com,0334-8706701
اسلامی کتب کی بہترین کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے لئے، نیز ہر قسم کے اشتہارات کے لئے رجوع کریں

النور مینجمنٹ چکوال
0334-8706701
0543-421803